ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

40

www.tanzeem.org

16تا22 محرم الحرام 1438ھ/18تا24 اکتوبر 2016ء

پُرعزم انقلابی شخصیت

آج کرۂ ارض کی خشکی وتری حق وعدالت سے محروم ہو چکی ہے اور خدا کی زمین پر اس کے مظلوم و درماندہ بندوں کے لیے کوئی گوشۂ امن و عافیت باقی نہیں رہا۔ گویا زمین کی پچھلی تمام نامرادیاں لوٹ آئیں ہیں اور تاریخ عالم کی ساری گزری ہوئی شقاوتیں ایک ایک کر کے پلٹ رہی ہیں۔ سرزمین اصحاب کہف کا جبر وطغیان، فراعنہ مصر کا جبرو استبداد، نمارِدۂ کلدان کا غرور، اصحاب مدین کا انکار واعراض، قوم عاد کا فسق وعدوان، یہ سب کچھ بیک ظرف وزمان جمع ہو گیا ہے۔

آج ایک ایسے عازم کی ضرورت ہے، جو وقت اور وقت کے سروسامان کو نہ دیکھے بلکہ وقت اپنے سارے سامانوں کے ساتھ اس کی راہ تک رہا ہو۔ مشکلیں اس کی راہ میں غبار وخاکستر بن کر اڑ جائیں اور دشواریاں اس کے جولان قدم کے نیچے خس وخشاک بن کر پس جائیں۔ اگر انسان اس کی طرف سے گردن موڑ لیں، تو وہ خدا کے فرشتوں کو بلا لے۔ اگر دنیا اس کا ساتھ نہ دے تو آسمان کو اپنی رفاقت کے لیے نیچے اتار لے۔ اس کا علم مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہو۔ اس کا قدم منہاج نبوت پر استوار ہو۔ اس کے قلب پر اللہ تعالیٰ حکمتِ رسالت کے اسرار وغوامض، معالجہ اقوام اور طبابتِ عہد وایّام کے سرائر وقضایا اس طرح کھول دے کہ وہ صرف ایک صحیفۂ کتاب و سنت ہاتھوں میں لے کر دنیا کی ساری مشکلوں کے مقابلے اور ارواح وقلوب کی ساری بیماریوں کی شفا کا اعلان کر دے۔‘‘

مولانا ابوالکلام آزادؒ

اس شمارے میں

سب سے پہلے پاکستان

جب نظامِ شمسی میں مچ جائے گی ایک بڑی ہلچل

فیصلہ کیجیے!

گناہ پر اِصرار

پاک چائنہ اقتصادی راہداری اور درپیش چیلنجز

سلام اور آداب

علماء و مصلحین امت اور ان کے فتنے

کیا پاکستان میں آئینی طور پر اللہ بڑا ہے؟

الہدیٰ (726)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

شیطان کا تکبر

سُورۃُ الکہف — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیت:50

وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ کَانَ مِنَ الۡجِنِّ فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّہٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوۡنَہٗ وَذُرِّیَّتَہٗۤ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِیۡ وَہُمۡ لَکُمۡ عَدُوٌّ ؕ بِئۡسَ لِلظّٰلِمِیۡنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾

آیت ۵۰ ﴿وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ﴾ ’’اور یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ سجدہ کرو آدمؑ کو‘ تو انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (نہ کیا)۔‘‘

یہاں سورۂ بنی اسرائیل اور سورۃ الکہف کی مشابہت کے سلسلے میں یہ اہم بات نوٹ کیجیے کہ سورۃ الکہف کے ساتویں رکوع کی پہلی آیت کے الفاظ بعینہٖ وہی ہیں جو سورۂ بنی اسرائیل کے ساتویں رکوع کی پہلی آیت کے ہیں۔ حضرت آدمؑ اور ابلیس کا یہ قصہ قرآن میں سات مقامات پر بیان ہوا ہے۔ باقی چھ مقامات پر تو اس کا ذکر نہیں مگر یہاں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ ابلیس جناتّ میں سے تھا:

﴿کَانَ مِنَ الۡجِنِّ فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّہٖ ؕ﴾ ’’وہ جنات میں سے تھا‘ چنانچہ اُس نے نافرمانی کی اپنے رب کے حکم کی۔‘‘

یہاں پر ’’فَ‘‘ علت کو ظاہر کر رہا ہے کہ چونکہ وہ جنات میں سے تھا اس لیے نافرمانی کا مرتکب ہوا۔ ورنہ فرشتے کبھی اپنے رب کے حکم سے سرتابی نہیں کرتے: ﴿لَا یَعۡصُوۡنَ اللّٰہَ مَاۤ اَمَرَہُمۡ وَیَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ ﴿۶﴾﴾ (التحریم) ’’وہ (فرشتے) اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے وہ جو بھی حکم انہیں دے اور وہ وہی کچھ کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔‘‘

﴿اَفَتَتَّخِذُوۡنَہٗ وَذُرِّیَّتَہٗۤ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِیۡ وَہُمۡ لَکُمۡ عَدُوٌّ ؕ﴾ ’’تو کیا تم بناتے ہو اُسے اور اُس کی اولاد کو دوست میرے سوا‘ درآنحالیکہ وہ تمہارے دشمن ہیں؟‘‘

اے اولادِ آدمؑ! ذرا سوچو‘ تم مجھے چھوڑ کر اس ابلیس کو اپنا ولی اور کارساز بناتے ہو جس نے یوں میری نافرمانی کی تھی۔ تمہارا خالق اور مالک میں ہوں‘ میں نے تمہیں اشرف المخلوقات کے مرتبے پر فائز کیا‘ میں نے فرشتوں کو تمہارے سامنے سرنگوں کیا‘ تمہیں خلافت ارضی سے نوازا‘ اور تم ہو کہ میرے مقابلے میں ابلیس اور اس کی صلبی و معنوی اولاد سے دوستیاں گانٹھتے پھرتے ہو‘ جبکہ فی الواقع وہ تمہارے دشمن ہیں۔

﴿بِئۡسَ لِلظّٰلِمِیۡنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾﴾ ’’کیا ہی برا بدل ہے ان ظالموں کے لیے!‘‘

اللہ کو چھوڑ کر اپنے دشمن شیطان اور اس کے چیلوں کی رفاقت اختیار کر کے ان ظالموں نے اپنے لیے کس قدر برا بدل اختیار کر رکھا ہے۔

فرمان نبویؐ

تکبر کا انجام

عَنِ ابۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَا یَدۡخُلُ الۡجَنَّۃَ مَنۡ کَانَ فِیۡ قَلۡبِہٖ مِثۡقَالُ ذَرَّۃٍ مِنۡ کِبۡرٍ)) فَقَالَ رَجُلٌ: اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنۡ یَّکُوۡنَ ثَوۡبُہٗ حَسَنًا وَنَعۡلُہٗ حَسَنَۃً۔ فَقَالَ: ((اِنَّ اللّٰہَ جَمِیۡلٌ یُحِبُّ الۡجَمَالَ۔ اَلۡکِبۡرُ بَطَرُ الۡحَقِّ وَغَمۡطُ النَّاسِ)) (رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا۔‘‘ ایک آدمی نے عرض کیا کہ ہر ایک شخص کی فطرت ہے کہ وہ اچھے کپڑوں کو پسند کرتا ہے اور اچھے جوتوں کی خواہش رکھتا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ جمیل ہے‘ جمال کو پسند فرماتا ہے۔ تکبر تو یہ ہے کہ آدمی حق بات کو نہ مانے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔‘‘

انسان خاک کا پتلا ہے اور خاکساری اختیار کرنے میں اس کی عظمت ہے وہ عبد (بندہ) ہے اور اپنے معبودِ حقیقی کی عبادت کرنے میں اس کی شان ہے۔ وہ مخلوق ہے اور خالق کے آگے اپنا عجز پیش کرنے میں اس کی سرفرازی ہے۔ اسے دولت علم سے نوازا گیا ہے۔ حلم (بردباری) سے آراستہ ہونے میں ان کی عزت ہے اور فخر و غرور تو اسے کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب سے پہلے پاکستان

اللہ رب العزت نے اپنی آخری کتاب قرآن کریم میں قصہ آدم وابلیس سات بار دہرایا ہے۔ گویا انسان کو تکرار سے یاد دلایا ہے کہ ایک رویہ ابلیس لعین نے اختیار کیا، اس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کر کے مالک حقیقی کی نافرمانی کی اور جواب دہی پر اکڑ گیا، تکبر کیا اور اس دلیل بازی میں پڑ گیا کہ میں انسان سے بہتر ہوں اور ایک رویہ تمہارے ماں باپ آدم علیہ السلام اور حوا کا تھا، ان سے بھی خطا سرزد ہوئی لیکن وہ پشیمان ہوئے اور ان الفاظ میں معافی کی درخواست کی: ﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾﴾ (الاعراف) ترجمہ: ''(اس پر) وہ دونوں پکار اُٹھے کہ اے ہمارے رب! ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔'' اس قصہ کو بار بار دہرانے سے ایک عام سادہ ذہن کا قاری بھی یہ سمجھ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اسے نصیحت کر رہا ہے کہ دیکھنا غلطی اور خطا کا ارتکاب کسی سے بھی ہوسکتا ہے، ہرگز ہرگز ابلیس والا رویہ اختیار نہ کرنا یعنی غلطی پر اصرار اور ہٹ دھرمی اختیار نہ کرنا بلکہ اپنے باپ آدم علیہ السلام والا رویہ اختیار کرنا، رجوع کرنا اور معافی کے طلب گار ہونا، میں رؤف ورحیم اور توّاب ہوں، تمہاری توبہ قبول کرلوں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ابلیس کو تو ایک وقت مقررہ تک رخصت ملی ہوئی ہے۔ انسان جب ابلیسی رویہ اختیار کرتا ہے تو بھرپور امکان ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں بھی ذلت اور خسارہ اٹھائے گا لیکن اصل سزا یہ ہے کہ آخرت میں وہ راندۂ درگاہ شیطان کا ہم ٹھکانہ ہوگا۔

آج امت مسلمہ کا کوئی حقیقی وجود نہیں۔ مسلمان اقوام ہیں، مدت ہوئی جن کے سربراہوں کو مل بیٹھنے کی توفیق بھی نہیں ہوئی۔ ہر مسلمان ملک کسی نہ کسی انداز میں یہود ونصاریٰ کا غلام ہے، کوئی ان کے دربار میں کشکول لیے کھڑا ہے اور مالی امداد کا طلب گار ہے، اور کوئی ان کے آگے ہاتھ جوڑ کر اپنے لیے امن اور تحفظ کی بھیک مانگ رہا ہے۔ ہم اس لحاظ سے ''سب سے پہلے پاکستان'' کے قائل ہیں کہ اہل پاکستان کی اصلاح اور فلاح پر توجہ مرکوز کرنا ہمارا اولین فرض ہے۔ اس لیے کہ ہر نیک کام کا آغاز اپنے گھر سے کرنا چاہیے۔ کسی قوم کی اصلاح اور فلاح کے لیے سب سے پہلے اس مرض یا ان امراض پر غور کرنا ہوگا جن کے لاحق ہونے سے اس قوم کی ناؤ ڈوبتی ہوئی نظر آئے۔ ہماری رائے میں مرض وہی ایک ہے یعنی جرم کے ارتکاب پر ابلیسی رویہ اختیار کرنا، وہی جرم پر اصرار اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنا، قومی سطح پر اس رویہ کو اپنانے سے قیام پاکستان کے چوبیس سال چار ماہ بعد عذاب کا پہلا کوڑا ہماری پیٹھ پر برسا۔ پاکستان شکست و ریخت سے دوچار ہوا اور ملک دولخت ہوگیا۔ دشمن کو کہنے کا موقع ملا کہ ہم نے نظریۂ پاکستان کو خلیج بنگال میں غرق کر دیا ہے۔ ضرب بڑی کاری تھی، ہم جیسے کچھ ناسمجھ لوگوں کا خیال تھا کہ قوم اب سنبھل جائے گی، اب رجوع کرلے گی اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائے گی لیکن ہوا کیا؟ چند دن چیخ وپکار ہوئی، کچھ لوگ معافی طلب کرتے بھی دیکھے، سنے گئے۔ اس بے آئین سرزمین کو ایسا آئین مل گیا جس میں بااہتمام درج کیا گیا کہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں کی جائے گی اور قانون ساز ادارے کی عمارت پر کلمہ طیبہ جلی حروف سے لکھا گیا۔ لیکن وقت نے ثابت کیا کہ سب زبانی اور کاغذی کارروائی تھی عملاً ہم پھر پرانی ڈگر پر رواں دواں

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

16 تا 22 محرم الحرام 1438ھ — جلد 25
18 تا 24 اکتوبر 2016ء — شمارہ 40

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ہیں بلکہ پہلے سے زیادہ بے باکی اور سرعت سے یہ سفر جاری ہے۔

جس قانون ساز اسمبلی کے ماتھے پر کلمہ طیبہ درج ہے اسی کی آغوش میں بیٹھ کر تحفظ حقوقِ نسواں کے بل کو قانون کا درجہ دیا گیا، جس کے بارے میں علماء کرام نے مکمل اتفاق رائے سے فتویٰ دیا کہ یہ قانون خلاف شریعت ہے۔ گویا جس آئین کے تقدس کی قسمیں کھائی جاتی ہیں اسے ہی پاؤں تلے روند دیا گیا۔ عوام کے یہ نمائندے ابلیسی رویہ اختیار کرتے ہوئے ڈٹ گئے اور خلافِ شریعت قانون نافذ ہوگیا۔ بھارت نے جارحیت کی دھمکی دی تو پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلالیا گیا تاکہ عوامی نمائندوں کی طرف سے بھارت کو مشترکہ جواب دیا جائے کہ ہم متحد ہیں اور جارحیت کا جواب دینے کی اہلیت رکھتے ہیں لیکن اس اجلاس میں ایک دوسرے کو غدار ہونے کے طعنے دیے گئے۔ جبکہ حکومت نے مشترکہ اجلاس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سینٹ کو بائی پاس کیا اور غیرت کے نام پر قتل کو دوسرے قتل سے الگ کرنے کا غیر شرعی قانون منظور کرلیا گیا۔ اس قانون کے مطابق اگر غیرت کے نام پر قتل ہوگا تو قاتل اور مقتول کے ورثاء کے مابین دیت کی بنیاد پر یا فی سبیل اللہ چاہے سمجھوتہ ہو بھی جائے تو قاتل کو پھر بھی عمر قید کی سزا ہوگی' ہے کوئی جو اسے خلاف شریعت نہ کہے' لیکن پوری ڈھٹائی کے ساتھ یہ قانون عوامی نمائندوں نے ملک میں نافذ کردیا۔ پھر یہ کہ زنا بالجبر کے لیے خصوصی سزا کا اعلان کر کے بین السطور زنا بالرضا کا راستہ ہموار کیا گیا ہے۔ سود کے حرام مطلق ہونے کے فیصلہ کو پہلے سرد خانہ میں ڈالا گیا پھر مرضی کے جج لاکر فیصلہ بدل دیا گیا۔ میڈیا خاص طور پر الیکٹرانک میڈیا نوجوانانِ پاکستان کو فحاشی اور بے حیائی کی باقاعدہ تربیت دے رہا ہے اور تشہیر فاحشہ کے حوالے سے جو ممکن ہو کر گزر رہا ہے۔

یہ صورت حال کسی بھی اسلامی ملک میں ہو، اللہ رب العزت کے غضب کا موجب بنے گی اور جب کسی ایسے ملک میں عوامی نمائندے اللہ اور رسول ﷺ سے بغاوت کا اعلان کریں اور اپنے عمل سے ڈھٹائی اور تکبر کا اظہار کریں جو ملک معرضِ وجود ہی لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر آیا ہو تو غضب الٰہی میں یقیناً شدت آئے گی۔ بدقسمتی سے غضب الٰہی کی علامات ظاہر ہونے کے باوجود عوام وخواص کوئی تبدیلی لانے کو تیار نہیں۔ ذرا غور فرمائیں کہ پاکستان زرعی ملک کہلاتا ہے لیکن یہاں زراعت بری طرح تباہ وبرباد ہو چکی ہے۔ دیہاتی لوگ اکثر قسمت پر شاکر ہوتے ہیں یا ان میں اتنا حوصلہ ہی نہیں ہوتا کہ وہ شہریوں کی طرح میدان میں نکل کر احتجاج کریں لیکن آج ہمارا کسان سڑکوں پر پولیس کی لاٹھیاں کھا رہا ہے کیونکہ زمینی حالات بھی اس کو موت کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ معاشی طور پر یہ حال ہے کہ ایک طرف زرمبادلہ کے ذخائر ریکارڈ سطح پر پہنچ جانے کی حکومت دعوے دار ہے اور دوسری طرف موجودہ حکومت تین سالوں میں چوبیس ارب ڈالر کے قرضے لے چکی ہے۔ پاکستان پر اس وقت 72 ارب ڈالر کا قرض ہے۔ توقع ہے کہ 2018ء تک قرضوں کا حجم 90 ارب ڈالر تک پہنچ جائے گا۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ہمیں ریاستی گارنٹی پر قرضہ نہیں مل رہا لہٰذا ہم ایئرپورٹس' موٹروے' ریڈیو' ٹیلی ویژن کی عمارات گروی رکھ کر قرضے حاصل کر رہے ہیں۔ اگر ہم بروقت قرضہ نہیں اتار سکیں گے تو ملکی سلامتی کا تحفظ کیسے ہوگا؟ سیاسی لحاظ سے بھی ملک میں افراتفری ہے۔ حکومت پانامہ لیکس پر کسی صورت خود کو احتساب کے لیے پیش کرنے کے لیے تیار نہیں اور عمران خان کہتا ہے کہ اسے موت کے سوا احتساب کے لیے تحریک چلانے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ چھ ماہ ہر قسم کی جدوجہد کرنے کے بعد اس نے فیصلہ سنا دیا ہے کہ وہ اکتوبر کے اواخر میں اسلام آباد بند کردے گا اور نواز شریف کی حکومت چلنے نہیں دے گا۔ گویا فساد ہوتا صاف نظر آ رہا ہے۔

حکومت کے اندر انتشار کی کیفیت یہ ہے کہ کئی وزراء ایک دوسرے سے بات کرنے کو تیار نہیں اور انتہائی خطرناک بات یہ ہے کہ حکومت اور فوج کے باہمی تعلقات جو تین سال میں کبھی بھی خوشگوار نہیں رہے۔ وہ ایک واقعہ کی وجہ سے انتہائی کشیدہ ہوگئے ہیں ہوا یوں کہ ایک اعلیٰ سطح کی میٹنگ جس میں اعلیٰ ترین سیاسی اور عسکری قیادت شریک تھی' اس میٹنگ کی روداد ایک اخبار میں شائع ہوگئی۔ خبر سے یہ بات آسانی سے اخذ کی جاسکتی ہے کہ فوج غیر ریاستی عناصر کو دوسرے ممالک میں کارروائی کے لیے پالتی ہے اور انہیں پکڑنے کے لیے حکومت سے تعاون نہیں کرتی جس کی وجہ سے پاکستان دنیا میں تنہائی کا شکار ہو رہا ہے اور یہ امر ملک کی بدنامی کا باعث بن رہا ہے۔ گویا خبر کے مطابق حکومت نے بھارت کے موقف کی تائید کی کہ پاکستان دہشت گردی ایکسپورٹ کرتا ہے۔ اس خبر کے بریک ہونے کے بعد حکومت اور فوج میں اتنی شدید کشیدگی اور تناؤ پیدا ہو چکا ہے جو کسی وقت بھی رنگ لا سکتا ہے۔ مذہبی حلقے بھی کسی سے پیچھے نہیں وہ ایک دوسرے کو کافر قرار دے رہے ہیں۔ ہر طرف انتشار اور افتراق ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ چیف جسٹس آف پاکستان جو عام طور پر سیاسی صورتِ حال پر تبصرہ نہیں کرتے وہ بھی پکار اُٹھے ہیں کہ پاکستان میں جمہوریت نہیں بادشاہت ہے۔ بیڈ گورننس کی وجہ سے عوام بدحال ہیں اور کوئی ان کا پرسانِ حال نہیں۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس کے باوجود لوگ مزید کس عذاب کا انتظار کر رہے ہیں؟ کیا یہ سب کچھ عذاب الٰہی کا مظہر نہیں کہ ملک میں ہر طبقہ دوسرے طبقے کے گریبان میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہے۔ ہمیں اپنے ایٹمی اثاثہ جات پر بڑا فخر ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ یہ اللہ کا ہم پر بہت بڑا فضل اور کرم ہے لیکن یاد رہے کہ سوویت یونین ٹکڑے ٹکڑے ہوتے وقت ہم سے کئی گنا بڑی ایٹمی قوت تھا۔ ہم ایک عرصہ سے چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ ہماری اللہ سے یہ بغاوت ہمیں بہت مہنگی پڑے گی لیکن کوئی سننے کو تیار نہیں۔ بہرحال آس پاس کی فضا سے آثار نمایاں ہو رہے ہیں کہ دنیا پر قیامت اللہ جانے کب آئے گی لیکن ہماری قیامت سر پر کھڑی ہے۔ کبوتر کا خطرہ بھانپ کر آنکھیں بند کرلینا اسے بچا نہیں سکتا۔ ہمیں آنکھیں ہی نہیں کان اور دماغ کے دریچے بھی کھولنے کی ضرورت ہے۔ نظریہ یا عقیدہ ہی نہیں اب تو عقل بھی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ کائنات کے مالک کا دامن تھام لو۔ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کو اوڑھنا بچھونا بنالو۔ یہی عمل طوفانِ نوح میں کشتی کا کام دے سکتا ہے، باقی سب کچھ غرق ہو جائے گا۔ لہٰذا ہمارا اوّلین فرض یہ ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عطا کردہ نظام کے نفاذ کے لیے سب سے پہلے پاکستان میں جدوجہد کریں۔

جب نظامِ شمسی میں مچ جائے گی ایک بڑی ہلچل

اس دن انسان کے دو اوصاف ہی اسے بچا سکیں گے بڑی تباہی اور ہولناک صورتحال سے اور دو خصائل لے جائیں گے انسان کو بدترین اور دردناک انجام کی طرف

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ﷾ کے 27 مئی 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراھیم

> قارئین محترم! سلسلہ وار مطالعۂ قرآن مجید کے ضمن میں سورۃ الفجر کا مطالعہ ان شاء اللہ آئندہ شمارے میں ہو گا۔ یہاں امیر تنظیم اسلامی کی غیر موجودگی کے باعث سورۃ النّٰزعٰت کے دوسرے رکوع کی تشریح پیش خدمت ہے جس کی اشاعت باعث رمضان نہیں ہو سکی تھی۔

قارئین محترم! قرآن مجید میں حکمت کی باتیں اور عقلی دلیلیں بھی ہیں اور بڑے گہرے اور عمیق علمی نکات بھی لیکن بنیادی طور پر قرآن ہدایت کے مواعظ حسنہ پر مشتمل ہے اور موعظت میں انسان کے دل اور شعور کو بیدار کیا جاتا ہے۔ جب انسان کے اپنے اندر کجی ہو، وہ حق کا متلاشی ہی نہ ہو اور نہ ہی حق بات پر کان دھرنے کے لیے تیار ہو، اس کا دل پتھر کا ہو جائے اور پگھلنے کے لیے تیار ہی نہ ہو تو بڑے سے بڑے عقلی دلائل اور علمی نکات بھی اس پر بے اثر ہوتے ہیں۔ جیسے:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

لہٰذا اثر کے لیے پہلے دل کی تاروں کو چھیڑنا پڑتا ہے اور قرآن کا اصل اعجاز یہ ہے کہ اس کا کلام دل کی تاروں کو چھیڑنے والا ہے۔ ساتھ ساتھ حکمت اور علم کی باتیں بھی ہیں جو انسان کی عقل کو جھنجھوڑتی ہیں لیکن بنیادی طور پر یہ مواعظ حسنہ کے ذریعے دل کی گہرائیوں کو چھو کر انسان کو متاثر کرتا ہے کہ اگر انسان غور کرے تو صحیح ٹریک پر آ جائے۔ چنانچہ وہی حکمت اور موعظت سے بھرپور انداز سورۃ النّٰزعٰت کے دوسرے رکوع میں بھی ہے۔

﴿ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۭ بَنٰىهَا ﴿٢٧﴾﴾ ’’(اے لوگو! ذرا سوچو!) کیا تمہاری تخلیق زیادہ مشکل ہے یا آسمان کی؟ اس نے اسے تخلیق کیا۔‘‘

یہ وسیع و عریض کائنات، سورج، چاند، ستارے سب انسان دیکھ رہا ہے اور صرف اسی بات پر اگر غور کر لے کہ اتنی وسیع کائنات کو تخلیق کرنا مشکل ہے یا انسان کو دوبارہ پیدا کرنا؟ تو اسے آخرت میں دوبارہ جی اُٹھنے پر یقین کرنے میں کوئی حرج مانع نہ ہو گا۔ کائنات کی وسعتوں میں ہماری زمین کی حیثیت ایک نکتہ کے برابر بھی نہیں ہے اور انسان تو اس زمین پر ایک چھوٹی سی شے ہے جو اپنی تمام عمر میں صرف زمین کے خشک و تر کا احاطہ نہ کر سکے آسمان کی وسعتیں تو دور کی بات ہے۔

﴿رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿٢٨﴾﴾ ’’اس کے گنبد کو بلند کیا‘ پھر اسے ہر طرح سے درست کیا۔‘‘

نزول قرآن کے وقت ایک عام انسان کا تصور آسمان کے حوالے سے یہی تھا کہ یہ ایک بڑا گنبد ہے۔ تاہم اس نیلے گنبد کی وسعتوں کا احاطہ سوائے ایک اللہ کے کوئی نہیں کر سکتا۔ آج کی جدید سائنس بھی زمین سے باہر تانک جھانک کرنے کے باجود آسمان کی وسعتوں کا اندازہ کرنے سے قاصر ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے ان لاتناہی وسعتوں کے حامل آسمان کو تخلیق کیا، پھر اس میں کہکشاؤں، ستاروں، سیاروں کا ایک پورا نظام ترتیب دے کر ہر طرح سے درست کر دیا۔ ایسی تخلیق سوائے اللہ کے کون کر سکتا ہے؟

﴿وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿٢٩﴾﴾ ’’اور اس کی رات کو اندھیرا کر دیا اور اس کے دن کو ظاہر کر دیا۔‘‘

رات اور دن کا ذکر قرآن مختلف انداز اور مختلف اسالیب میں کرتا ہے کیونکہ رات اور دن کا نظام جس طریقے سے اللہ نے بنایا ہے اس کے مختلف پیرایہ ہیں اور یہ سارا نظام اللہ نے انسان کے لیے ترتیب دیا ہے تاکہ انسان دن کے اُجالے میں اپنی معاش اور جس آزمائش کے لیے اللہ نے اسے زمین پر بھیجا ہے اس میں پورا اُترنے کے لیے بھاگ دوڑ کرے اور رات کے سکوت میں آرام و سکون کر کے صبح پھر تازہ دم ہو کر اُٹھے۔

﴿وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿٣٠﴾﴾ ’’اور زمین کو اس کے بعد بچھا دیا۔‘‘

آج کے انسان کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ یہ زمین کئی طرح کی گردشوں میں مسلسل گھوم رہی ہے۔ ایک اس کی اپنے محور کے گرد گردش ہے، ایک اس کی سورج کے گرد گردش ہے۔ پھر سورج سمیت جس گلیکسی کے اندر یہ موجود ہے وہ اپنے پورے خاندان سمیت گردش کر رہی ہے، یہ ساری گردشیں الگ الگ ہیں اور اتنی ساری گردشوں کے باوجود یہ زمین انسان کے لیے پرسکون ہے اور اس کے لیے فرش کے طور پر بچھی ہوئی ہے۔ جس پر انسان آسانی سے چل پھر سکتا ہے۔ ورنہ ذرا سی حرکت بھی ہوتی ہے تو انسان کانپ اُٹھتا ہے کہ زلزلہ آ گیا۔ یہ اللہ کی خلاقی اور قدرت کا مظہر ہے جس کی طرف انسان کو قرآن نے متوجہ کیا ہے۔

﴿اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿٣١﴾﴾ ’’اس میں سے نکالا اس کا پانی اور اس کا چارہ۔‘‘

آج کے انسان کے لیے یہ آیت زیادہ توجہ طلب ہے جو پانی کی تلاش میں سرگرداں ہے کہ زمین کے علاوہ کہیں اور بھی پانی ہے کہ نہیں۔ نظام شمسی کے جتنے سیارے تھے سب

کھنگال ڈالے گئے اور نظامِ شمسی سے باہر بھی حتی الوسع تلاش جاری ہے۔ کہیں پانی ہوگا تو زندگی کے آثار ہوں گے۔ جس سے امکان پیدا ہوگا کہ کوئی اور مخلوق بھی موجود ہے۔ اب اگرچہ خلائی تحقیقی ادارے مشتری کے ایک برفیلی چاند پر پانی کی موجودگی کے لیے پراُمید ہیں لیکن شاید مریخ کی طرح یہاں بھی مایوسی کا سامنا ہو اور اگر پانی ہوا بھی تو شاید وہاں کا درجہ حرارت ہر طرح کی (حیوانی یا نباتاتی) حیات کے لیے مانع ہو۔ البتہ یہ زمین ہی ہے جہاں اللہ نے حیوانات، نباتات اور انسانوں کے لیے سازگار فضا اور تمام ضروریات کا سامان رکھ دیا ہے۔ آکسیجن کے بغیر حیوانی اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کے بغیر نباتاتی زندگی ممکن نہیں، اسی طرح اناج، سبزیاں، پھل، اور حیوانوں کے لیے چارہ اسی زمین میں رکھ دیا گیا۔

﴿وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ﴿٣٢﴾﴾ ''اور پہاڑوں کو اس میں گاڑ دیا۔''

قرآن مجید میں بار بار انسان کو اس جانب متوجہ کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ زمین جو اتنی Stable ہے تو اس میں پہاڑوں کا اہم رول ہے۔ نزول قرآن کے وقت یہ بات کسی کے گمان میں بھی نہیں آسکتی تھی لیکن آج جیالوجی اپنی جگہ ایک مستقل مضمون اور سائنس کا ایک شعبہ ہے۔ جس کے ذریعے یہ حقائق اب کھل کر سامنے آرہے ہیں کہ واقعتاً پہاڑوں کا زمین کے استحکام میں بہت اہم رول ہے۔

﴿مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾﴾ ''سامانِ زیست کے طور پر تمہارے لیے اور تمہارے چوپایوں کے لیے۔''

چوپائے بھی درحقیقت انسان کے لیے پیدا کئے گئے ہیں تاکہ وہ انہیں اپنے کام میں لاسکے۔ لیکن ان کو بھی زندہ رہنے کے لیے پانی اور چارے کی ضرورت ہے اور اس ضرورت کا سارا سامان بھی اللہ نے اسی زمین میں رکھ دیا ہے۔

﴿فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿٣٤﴾﴾ ''پھر جب برپا ہوگا وہ بڑا ہنگامہ۔''

یہاں شیخ الہند نے ترجمہ کیا کہ اسی پرسکون زمین پر ایک بڑی ہلچل اور ایک بڑی کھلبلی مچنے والی ہے جب صور میں پھونکا جائے گا۔ سورۃ القیامہ میں یہ کیفیت بیان ہوئی ہے:

﴿وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿٩﴾ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿١٠﴾﴾ ''اور سورج اور چاند یکجا کر دیے جائیں گے۔ اُس دن انسان کہے گا: کہاں ہے کوئی بھاگ جانے کی جگہ؟'' لیکن انسان کے لیے فرار کا کوئی راستہ نہیں رہے گا۔

﴿يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿٣٥﴾﴾ ''اس دن انسان یاد کرے گا جو کچھ اُس نے بھاگ دوڑ کی تھی۔''

زمین پر اللہ نے انسان کے لیے اتنے انتظامات کیے ہیں۔ اس کا تمام سامان ضرورت رکھ دیا، زمین کو اس کے لیے پرسکون فرش بنایا، آزمائش میں کامیابی کے لیے بھاگ دوڑ کے لیے دن کو روشن کیا اور رات کو آرام وسکون حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا۔ لیکن انسان اصل آزمائش کو بھلا کر دنیا کی بھول بھلیوں میں بھٹک گیا۔ پھر جب اسی زمین پر ایک بڑی ہلچل مچ جائے گی تو انسان تو انسان پہاڑ بھی روئی کے گالوں کی طرح ہواؤں میں بکھر رہے ہوں گے۔ پھر جب دوبارہ صور میں پھونکا جائے گا تو یہی انسان میدان حشر میں اپنے انجام کو قریب پائے گا تو یاد کرے گا کہ اس نے زمین پر کس مقصد کے لیے بھاگ دوڑ کی تھی۔

﴿وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿٣٦﴾﴾ ''اور کھول کر رکھ دی جائے گی جہنم ہر دیکھنے والے کے لیے۔''

ہمارے ہاں ایک تصور ہے کہ پل صراط پر سے سب کو گزارا جائے گا۔ سورہ مریم میں یہ بات موجود ہے: ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾﴾ ''اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اس پر وارد نہ ہو۔ یہ آپ کے رب کا حتمی فیصلہ ہے۔'' جہنم سب کو دکھا دی جائے گی تاکہ اس سے بچ جانے والے بھی یہ جان سکیں کہ ان پر اللہ کا کتنا بڑا فضل ہوا ہے کہ انہیں اس ہولناک عذاب سے بچا لیا گیا۔

﴿فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾﴾ ''پس جس نے سرکشی کی تھی۔''

﴿وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾﴾ ''اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی۔''

دو طرح کے لوگ اس دن ناکام ٹھہریں گے۔ ایک وہ جنہوں

پریس ریلیز 14 اکتوبر 2016ء

یہ کیسی جمہوریت ہے جس میں جمہور کا کوئی پرسان حال نہیں اور حکمران طبقہ قومی خزانے کی لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہے

برطانوی عدالت نے الطاف حسین کی بریت کا فیصلہ عالمی دباؤ اور پاکستان دشمنی کی بنا پر کیا

حکومت پاکستان سرکاری اثاثہ جات گروی رکھ کر قرضے حاصل کر رہی ہے

حافظ عاکف سعید

حالات کی سنگینی نے چیف جسٹس آف پاکستان کو بھی بولنے پر مجبور کر دیا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطابِ جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات درست ہے کہ پاکستان میں جمہوریت نہیں بادشاہت ہے۔ یہ کیسی جمہوریت ہے جس میں جمہور کا کوئی پرسان حال نہیں اور حکمران طبقہ قومی خزانے کی لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہے۔ الطاف حسین کے منی لانڈرنگ کیس میں بری ہونے پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اگرچہ برطانوی عدالتی نظام اور سکاٹ لینڈ یارڈ اپنی پیشہ وارانہ مہارت کے حوالہ سے اچھی شہرت رکھتے ہیں لیکن اپنے ملکی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اور بین الاقوامی دباؤ میں آکر انہوں نے عدل کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ میں کسی گھر سے لاکھوں پاؤنڈ کیش کی صورت میں برآمد ہونا ہی منی لانڈرنگ تصور کیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں الطاف حسین کی بریت کا فیصلہ سیاسی بنیادوں اور پاکستان کی دشمنی کی بنا پر کیا گیا معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ حکومت پاکستان اب سرکاری اثاثہ جات گروی رکھ کر قرضے حاصل کر رہی ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق موٹروے اور پاکستان کے کچھ ائیرپورٹس گروی رکھے جا چکے ہیں اور پاکستان ٹیلی ویژن کی عمارت اور ریڈیو پاکستان کی 61 عمارتیں گروی رکھ کر قرضہ لینے کی بات چیت جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس صورت حال میں پاکستان کی بقا اور سلامتی کو شدید خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

نے حدود سے تجاوز کیا۔ طَغٰی کے معنی ہیں حدود سے نکلنا۔ اُردو میں اس کے لیے لفظ طغیانی استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر بھیجا تو سب سے پہلے اس پر وحی نازل کی اور نبیوں اور رسولوں کے ذریعے مسلسل بتاتا رہا کہ تم نے کیسے زندگی گزارنی ہے۔ حلال اور حرام، صحیح اور غلط، جائز اور ناجائز کی پہچان کرائی اور بتایا کہ کن کن چیزوں سے بچنا ہے۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ ایک بندۂ مومن کے لیے ان حدود و قیود کی پابندی لازم قرار دی گئی۔ ایک حدیث میں بڑے پیارے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اگرچہ چونکا دینے والے ہیں کہ: ''یہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔'' قید خانے میں مکمل آزادی نہیں ہوتی بلکہ محدود آزادی ہوتی ہے۔ بندہ کھانا کھا سکتا ہے، سو سکتا ہے مگر پابندیوں کے اندر رہتے ہوئے۔ وہاں اپنی مرضی کی زندگی نہیں گزار سکتا۔ اسی طرح ایک بندۂ مومن دنیا میں اپنی من پسند اور مادر پدر آزاد زندگی نہیں گزار سکتا۔ اسے شریعت کی پابندی کرنا ہوتی ہے۔ حلال اور حرام، جائز اور ناجائز کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ منکرات سے بچنا ہوتا ہے۔

﴿اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ﴾ (یوسف:53)
''یقیناً نفس تو برائی ہی کا حکم دیتا ہے''

انسان کے نفس میں سرکشی، طغیانی اور Temptation موجود ہیں۔ وہ حدود پر قناعت نہیں کرنا چاہتا۔ وہ چاہتا ہے کہ دنیا میں اسے جائز و ناجائز ہر چیز مل جائے چاہے کسی کا حق ہی کیوں نہ مارنا پڑے۔ لیکن ایک مومن کو ہر حالت میں ان حدود کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔ ہاں انسان سے غلطی ہو سکتی ہے۔ اگر کسی معاملے میں لغزش ہو گئی تو توبہ کا دروازہ کھلا ہے جو کہ مومن کے لیے رحمت ہے۔ فوراً توبہ و استغفار کرے اور آئندہ کے لیے اصلاح کا عزم کرے۔ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرے گا۔ اس حوالے سے سورۃ العلق میں بھی یہ مضمون آیا ہے۔

﴿كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝٦﴾ ''کوئی نہیں! انسان سرکشی پر آمادہ ہو ہی جاتا ہے۔'' ﴿اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝٧﴾ ''اس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو مستغنی دیکھتا ہے۔'' ﴿اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝٨﴾ ''یقیناً تجھے اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔'' انسان طغیانی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اس میں اپنی حدود سے نکلنے کا جذبہ موجود ہے۔ ہاں اگر کوئی سخت قانون آڑے آ جائے، اسے پتا لگے کہ اگر میں یہ کروں گا تو میری شامت آنے والی ہے' تب آدمی رکے گا۔ اسی طریقے سے اگر یہ یقین ہو کہ ایک دن میں نے اللہ کے حضور کھڑے ہو کر جواب دینا ہے اور اگر سرکش قرار پایا تو انجام کیا ہو گا۔ تو یہ سب سے بڑی رکاوٹ ہے جو انسان کو طغیانی سے روکتی ہے۔ ورنہ نفس تو کھینچتا ہے۔ اس دنیا میں انسان کی یہی تو آزمائش ہو رہی ہے۔ ہر انسان ہر وقت ایک دوراہے پر کھڑا ہوتا ہے اور اسے انتخاب کرنا ہوتا ہے کہ کون سا راستہ اختیار کروں۔ ایک طرف دین کا تقاضا ہوتا ہے اور دوسری طرف نفس کی خواہشات، ایک طرف آخرت اور دوسری طرف دنیا۔ دنیا اپنی طرف کھینچتی ہے۔ نفس طغیانی پر آمادہ کرتا ہے۔ اب فیصلہ انسان کو کرنا ہوتا ہے کہ وہ کون سا راستہ اختیار کرے۔ تو جس نے دنیا کو ترجیح دی اور سرکشی کی روش اختیار کی:

﴿فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝٣٩﴾ ''تو یقیناً اس کا ٹھکانہ اب جہنم ہی ہے۔''

یہ اصل criteria ہے۔ اللہ ہمیں اس سے بچائے اور پورے دین پر عمل کرنے اور سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ﴾ ''اور جو کوئی ڈرتا رہا اپنے ربّ کے حضور کھڑا ہونے (کے خیال) سے''

اہل جہنم کے دو خصائل بیان کرنے کے بعد اب اہل جنت کے دو اوصاف بیان کیے جا رہے ہیں۔ قرآن نے بیشتر مقامات پر اپنا فیصلہ سنایا ہے کہ جنت متقین کے لیے ہے مگر اس آیت میں تقویٰ کی بڑی خوبصورت تشریح آئی ہے۔ تقویٰ کی ایک روح اور ایک اس کا عمل ہے۔ روح یہ ہے کہ انسان دنیا میں رہتے ہوئے ڈرتا رہے کہ ایک دن اللہ کی عدالت میں کھڑے ہو کر اپنے ہر عمل کا جواب دینا ہے۔ آخرت پر ایمان ایک مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے۔ جس کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہر وقت یہ خوف رہے کہ میں نے اپنے ہر عمل کا حساب دینا ہے تو یہ روح تقویٰ ہے۔ اس خوف کی وجہ سے جو بھی عمل انسان کرے گا تو وہ گناہ اور نافرمانی سے پاک ہو گا اور یہی تقویٰ کا عمل ہے

﴿وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝٤٠﴾ ''اور اُس نے روکے رکھا اپنے نفس کو خواہشات سے۔''

دوسرا وصف جو انسان کی کامیابی کا باعث بنتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کے منہ زور گھوڑے کو لگام ڈال کر رکھے۔ اسے سرکشی اور طغیانی کا مرتکب نہ ہونے دے۔ دنیا کی چمک دمک اور نفس کی خواہشات سے مرعوب ہو کر آخرت کو بھلا نہ دے بلکہ اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف اسے نفس کی خواہشات کی پیروی کرنے سے روکے رکھے۔

﴿فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝٤١﴾ ''تو یقیناً اُس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے۔''

درجہ بالا دو اوصاف جن لوگوں میں پائے جائیں گے وہی اصل میں کامیاب ٹھہریں گے اور جنت کی زندگی ان کا مقدر ٹھہرے گی جو کہ اصل اور حتمی کامیابی ہے۔

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۝٤٢﴾
''(اے نبی ﷺ!) یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں قیامت کے بارے میں کہ وہ کب آ کر ٹھہرے گی؟''

سردارانِ قریش کا عوام کو اپنے قابو میں رکھنے کے لیے یہ ایک انداز تھا۔ مقصد یہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ جاننا چاہتے تھے بلکہ یہ آخرت سے انکار کا ایک ڈھنگ تھا کہ اس ایک سوال سے ساری بات کی تردید کر رہے تھے۔ لہٰذا سوال پوچھنے والوں کو جواب بھی ایسا ہی تیکھا دیا گیا۔

﴿فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۝٤٣﴾ ''آپؐ کا کیا تعلق ہے اس کے بیان کرنے سے؟''

آپؐ کے ذمے یہ بتانا نہیں ہے کہ قیامت کب آئے گی۔

﴿اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۝٤٤﴾ ''اس کا انجام تو آپ کے رب ہی کی طرف ہے۔''

اللہ نے ہی یہ پوری کائنات تخلیق کی ہے اور وہ جب چاہے گا قیامت برپا کر دے گا، سارا نظام اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ اپنی حکمت اور منشاء کے مطابق ہی سب کچھ کرتا ہے۔

﴿اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ۝٤٥﴾ ''آپؐ تو بس خبردار کرنے والے ہیں' ہر اُس شخص کو جو اس سے ڈرتا ہو۔''

یہ جواب اصل میں سوال کرنے والوں کو دیا جا رہا ہے کہ نبی ﷺ تو صرف خبردار کرنے والے ہیں اس وقت سے جب قیامت برپا ہو گی اور پھر سب کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہو گا۔ لہٰذا اپنے اعمال درست کر لو۔

﴿كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ۝٤٦﴾ ''جس دن وہ اسے دیکھیں گے (انہیں یوں لگے گا) گویا وہ نہیں رہے (دنیا میں) مگر ایک شام یا اس کی ایک صبح۔''

آج جنہیں قیامت ناممکن یا دور نظر آتی ہے اور بے تابی سے پوچھ رہے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ وہ اس روز یہی خیال کریں گے کہ ہم دنیا میں کچھ دیر ہی رہے ہیں۔ یعنی قیامت حقیقت میں اس قدر قریب ہے اور اصل زندگی تو اس کے بعد شروع ہونی ہے۔ وہاں دو ہی انجام ہونے ہیں۔ یا تو ہمیشہ کے لیے جنت ہے یا پھر جہنم۔ تو اس ایک آدھے دن کے لیے، اس عارضی دنیا کے فائدوں کے لیے اپنی اصل زندگی کو برباد کرنے پر تل جانا، اس سے بڑی ناعاقبت اندیشی کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دور اندیشی عطا فرمائے۔ آمین

❀❀❀

فیصلہ کیجیے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اخبارات پاکستان بھارت تعلقات میں کھلی جنگی گھن گرج کی تلخی سے بھرے پڑے ہیں۔ شہ سرخیاں، عوام الناس کی گفتگوئیں سب اسی کے گرد گھومتی ہیں۔ قوموں کی زندگی میں مطالعۂ تاریخ حد درجے اہمیت کا حامل ہے، جسے قوم کا حافظہ کہا گیا ہے۔ جو قوم اپنی تاریخ بھلا دیتی ہے وہ اپنا حافظہ کھو بیٹھتی ہے۔ سو بہکی بہکی باتیں، بھٹکی بگڑی سوچیں، بڑھکیں جگتیں، غیر ذمہ دارانہ رویے مخدوش ذہنی حالت کا پتا دیتے ہیں۔ ہماری تاریخ دو جہتوں کی حامل ہے۔ خود برصغیر پاک و ہند کی تاریخ، قیام پاکستان اور اس کے محرکات قوم کے بچے بچے کے ہر خلیے، نیورون (دماغی خلیے) میں رچے بسے از بر ہونے چاہئیں۔ جو کچھ دماغ کے ان (86 ارب!) خلیوں میں محفوظ ہوتا ہے، ردعمل عین اس کے مطابق ہوتا ہے۔ شخصیت کردار اعمال اس کے عین مطابق گھڑے جاتے ہیں۔

ہماری تاریخ ہی کا جزو سانحۂ مشرقی پاکستان بھی ہے۔ یہ حادثۂ فاجعہ جس نے ہمارا جغرافیہ بدل دیا، کیونکر ہوا؟ ہم نے اپنا ہی بازو خود کیونکر کاٹ پھینکا؟ بھارت کا کردار کیا تھا؟ ہمارے مزعومہ دوست امریکہ نے کیا کیا؟ ہمارے حکمرانوں کا سیرت و کردار کیا تھا؟ مسلم تاریخ کا ایسا سانحہ جس میں اتنی بڑی تعداد دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال دے، ہوا تو کیوں ہوا؟ باہم دگر اپنوں ہی کا خون اپنوں نے بہایا تو کیوں بہایا؟ ہم نے سارے مقدمے آخرت پر چھوڑ رکھے ہیں! وہ دن تو آ کر ہی رہے گا۔ لیکن بر سرِ زمنا چشم پوشی، خود فراموشی کے ہاتھوں غلطیاں، جرائم پھلتے پھولتے ہیں۔ انڈے بچے دیتے چلے جاتے ہیں اور قوموں کے مقدر میں سیاہی بھری جاتی ہے۔ خدانخواستہ!

ہماری ہی تاریخ کی دوسری جہت اسلامی تاریخ ہے۔ جو ولولہ انگیز، سیرت ساز اثرات کی حامل ہے۔ بدر تا تبوک، ایران، شام تا سپین، تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا۔ اور...... دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا، سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی! آج بھی ہم نوجوانوں کو ون ویلنگ، بل بورڈوں، فیشن پریڈوں سے نکال کر اقبال ہی کی زبان سے کچھ پڑھا دیں تو...... آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا۔ لیکن دماغ کے 86 ارب نیورونز میں تو لارڈ میکالے کے زنگ خوردہ، لنڈا مارکہ نظام تعلیم کی غلامی کی بوسیدہ سڑاند بسی ہوئی ہے، جسے رنگ روغن پالش کرنے کو یو ایس ایڈ کی ایڈز کمربستہ ہے۔ لڑکیوں پر تعلیمی نوازشات کی بھرمار، لڑکے محروم لاچار، نشے میں ڈوبے، بے روزگار۔

ایک نظر نوجوان نسل کے نظریۂ اسلام کی کس مپرسی پر بھی ڈال لیجیے۔ واٹس ایپ پر ایک تصویر وائرل ہوئی۔ اقبال کے شعر اور افکار کا مثلہ دیکھیے:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے شمیم و ایاز
امام تھی گلناز جس نے پڑھائی عید کی نماز!

تفصیل اس شعر کے ہمراہ تصویر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ منظر یہ ہے کہ کٹے کھلے بے پردہ بال، باریک سی گلے میں حمائل چنر یا یعنی گلناز بی بی امامتِ نماز کروانے کے بعد جائے نماز پر بیٹھی دعا کروا رہی ہے۔ پیچھے مرد و زن بہروپیے نمازی۔ پہلی صف میں شانہ بشانہ 3 مردوں کے ہمراہ بیٹھی 3 عورتیں جو لباس میں برہنہ تر۔ کھلے بازو، کھلے گلے نماز کے تمسخر آلود ڈرامے کے اداکار ہیں۔ اگرچہ یہ تصویر کہاں کی ہے راوی خاموش ہے۔ تاہم اسلام آباد میں اس نوعیت کی نماز کی خبر عام ہے۔ پہلے تو غم صرف اتنا تھا مفکرِ پاکستان کا کہ...... تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں! فتنۂ دجال سے جو انبیاء نے بھی پناہ مانگی تھی تو وہ اسی دن کے لیے کہ صنم آشنا دل گلناز اور شمیم کو پینٹ شرٹ پہنا کر نماز کی امامت کے لیے لے آیا!

نیز تعلیمی اداروں میں طلبہ و طالبات کو فکری گمراہی مفت تقسیم کرنے کی ہوش ربا خبریں ملک بھر سے موصول ہو رہی ہیں۔ قرآن پڑھانے پر پوری بے باکی اور گستاخی کے ساتھ جگہ جگہ پابندی عائد کیا جانا۔ اسلام اور شعائر اسلام کا ڈٹ کر مذاق اڑانا۔ حجاب نقاب بارے شرمناک فرانسیسی یورپی رویے خود مسلم پرنسپلز، افسران کا اپنانا۔ میرٹ کا تعین بے باک بے حجاب طرزِ معاشرت پر کیا جانا خواہ دماغ بھوسے کی آماجگاہ ہو۔

درج بالا حقائق صرف دیگ کا ایک دانہ ہے۔ وگرنہ حکومتوں (وفاقی و صوبائی) مقتدر اداروں کی مکمل آشیر باد سے ملک بھر میں سیکولر ازم، طاعون کی وبا کی صورت اختیار کر چکا ہے، سپین کے دورِ زوال کی فکری عملی انارکی کا منظر دکھائی دے رہا ہے۔ مسلم سلطنت کا یہ نگینہ، دو قومی نظریہ بھلا دینے کی پاداش میں، باہم دگر اقتدار کی کشمکش کے ہاتھوں اپنی آب و تاب کھو بیٹھا تھا۔ کہاں دنیا کو علم، تمدن، شاندار مملکت میں پھلتی پھولتی سائنسز کی دولت بانٹنے والا سپین...... اور کہاں طوائف الملوکی کے ہاتھوں عیسائی حکمرانوں کے آگے گھٹنے ٹیک دینے والا سپین۔ جس کی المناک داستان آج بھی ذی شعور مسلمانوں کے دلوں میں انگارے سلگاتی ہے۔ اس کے باب کا ایک جملہ جو حال ہی میں نظر سے گزرا (یوسف بن تاشفین۔ از مولانا اسماعیل ریحان) ہم سے بہت کچھ کہہ رہا ہے۔ دنیا پرست، غلام مزاج سپینی مسلم امراء جنہوں نے سپین ہاتھوں سے جاتا دیکھ کر یوسف بن تاشفین (افریقہ میں فتوحات اسلامیہ کا نامورعظیم جرنیل!) سے مدد مانگی۔ اس کی سپین آمد پر عیسائی بر سرِ پیکار حکمران الفانسو نے مودی سٹائل بڑھکوں بھرا دھمکی دار خط لکھ بھیجا، اپنی قوت سے ڈرانے کو۔ یوسف نے معتمد کے کاتب کو جواب دینے کو کہا۔ سیکرٹری صاحب نے طویل ڈینگوں بھرا زبان کے جوہر دکھاتا ویسا ہی جواب لکھ مارا۔ یوسف نے ایک نظر خط دیکھ کر اسے مسترد کر دیا۔ ایک سطر کا جواب لکھا۔ عملی مجاہد کا عملی جواب! جو ہوگا وہ تم بہت جلد خود دیکھ لو گے! اس ایک سطر کو ایٹمی قوت سے بھر دینے والا یوسف بن تاشفین کا وہ کردار تھا جس سے الفانسو لرز اٹھا۔ روئے دلآرام را حاجتِ مشاطہ نیست (باوجودیکہ سپہ سالار کی عمر اس وقت 80 سال ہو چکی تھی!) دو قومی نظریے میں نئی روح پھونک کر کفر کی بھرپور قوت کے مقابل (تفرقہ باز امراء کے باوجود) یوسف بن تاشفین نے جہاد فی سبیل اللہ کے بل بوتے پر مسلم سپین میں زندگی کی نئی روح پھونک دی۔ چار سو سال مزید سپین پر اسلام کا جھنڈا لہراتا رہا۔ یہ معجزات صرف ایسی شخصیات کی ایمان افروز، ولولہ انگیز رہنمائی سے تاریخِ اسلام میں بار بار دہرائے گئے۔ بلاشبہ اتحاد و اتفاق کے مظاہر بھی اہمیت کے حامل ہیں۔ لیکن قرار دادوں اور تقاریر کے پیچھے جب تک عملی روح کارفرما نہ ہو، کوئی معرکہ سر ہونا ممکن نہیں۔

یوں بھی آج کی دنیا میں جنگوں کے منیجر کہیں اور سے تاریں ہلاتے ہیں۔ مودی خود بھی کٹھ پتلی ہے ان منیجرز

کا جن کے کہنے پر ہمیں کبھی آنکھیں دکھائی اور بانہہ مروڑی جاتی ہے اور پھر کبھی خود ہی دو قدم پیچھے ہٹا لیے جاتے ہیں۔ذرا دیکھیے تو۔ امریکی جمہوریت، اس کی معاشی قیمت اور اس کے سربستہ راز! صرف ستمبر کے مہینے میں ہیلری کلنٹن نے 154 ملین ڈالر انتخابی مہم کے لیے اکٹھے کیے اور ٹرمپ نے 90 ملین ڈالر۔ چندے دینے والے کوئی خیراتی ادارے نہیں کہ آخرت میں عنداللہ ماجور ہونے کی خاطر یہ جمہوری جہاد ہو رہا ہو! یہ وہ قوم ہے جو اپنے والد کو بھی چائے کی پیالی مفت نہیں پلاتی! جس کی خاطر تواضع کا معیار بھی ہم نے دیکھا! ابلے پانی کی پیالی میں ایک عدد چائے کی تھیلی اور خشک دودھ گھول کر پیش فرما دی۔ سوکھے کریکر (بسکٹ) پر ایک ننھا سا ٹکڑا پنیر کا۔ ٹماٹر کا سواں حصہ اور ایک ہرا پتا پودینے کا۔ مہمان نوازی کی معراج! سو یہ جب پانی کی طرح پیسہ بہاتے ہیں تو بھاری بھرکم مقاصد لیے ہوئے۔ اس جمہوریت کی جڑ بنیاد میں بارود بھرا ہے۔ اسلحہ ساز کمپنیاں بڑے بڑے چندے فراہم کرتی ہیں۔ سو گلوبل چودھری جمہوریت کا خرچا چکانے کے لیے جنگیں چھیڑنے، لڑوانے، جلتی پر تیل ڈالنے پر مجبور ہوتے ہیں، تاکہ بم برسیں اسلحہ بکے۔ مہنگی خونخوار جمہوریت! مسلمانوں کے خلاف اس عالمی پلاننگ کا مقابلہ ہم کیونکر کریں گے؟ بڑے بڑے بل بورڈوں پر نوجوانوں کو پکارتے ملٹی نیشنل کے موسیقی کے کانسرٹ؟ شیطانی ٹھمکوں کے ذریعے؟

دوسری طرف چھاپوں کی کہانیوں میں تسلسل سے یہ خبر (ذہن سازی کے لیے؟) دیا جاتا کہ ملزمان سے جہادی لٹریچر برآمد ہوا۔ یعنی قرآن......؟ (جسے گورے نے دہشت گردی کا مینوئل کہا) تذکار صحابہؓ......؟ مسلم جرنیلوں، فاتحین کے تذکرے......؟ بدر، احد، حنین، تبوک کے احوال پر مبنی کتب؟ کیا آئین پاکستان، قرارداد مقاصد اسے جرم قرار دیتے ہیں؟ سیکولر لیڈر حضرات اب بھی اہل دین کے گھیراؤ کی بولیاں بول رہے ہیں۔ پہلے یہ فیصلہ تو کر لیں بھارت کے مقابل آپ کس شناخت سے کھڑا ہونا چاہتے ہیں......؟ مسلم پاکستان (وقت پیدائش کی شناخت!) یا سیکولر بے دین نیا پاکستان......؟ تیاری اس کے مطابق ہو گی! تذکرہ اقبال کے شاہینوں کا...... لیکن بغل میں شاہینہ دبائے پھر رہے ہوں! یا امریکہ سے مدہوش ٹھمکوں کے بیچ، بھارت کو للکارا جا رہا ہو......؟ فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے! کیا کرنا ہے...... جہاد بمقابلہ مودی عساکر یا نری جنگ......؟ اللہ کی مدد سے یا امریکہ سے توقعات رکھ کر؟

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً﴾

تنظیمِ اسلامی کا سالانہ

کُل پاکستان اجتماع

25، 26، 27 نومبر 2016ء

(بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار)

بمقام **مرکزی اجتماع گاہ، بہاولپور**

منعقد ہو رہا ہے (ان شاءاللہ العزیز)

خالصتاً اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا و محبت کو اپنے حق میں واجب کرنے،
نظم کو مستحکم اور امیر تنظیم کی تقویت کے لیے
تمام رفقاء کو شرکت کی بھرپور دعوت ہے
تفصیلات کے لیے اپنے مقامی نظم سے رجوع کیجیے!

المعلن: ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی فون: (042)36293939-36316638 36366638

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے مرتب کردہ
"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پر مبنی
"قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجیے
یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ!
اب یکم ستمبر 2016ء سے آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز قرآن اکیڈمی K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: (92-42)35869501-3 E-mail:distancelearning@tanzeem.org

گناہ پر اصرار

مولانا محمد اسلم شیخوپوریؒ

انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ ہر انسان سے گناہ ہو سکتا ہے، کوئی انسان ایسا نہیں جو یہ دعویٰ کر سکے کہ مجھ سے کبھی گناہ نہیں ہو سکتا، مسلمان کی شان یہ ہے کہ اگر اس سے کوئی گناہ ہو جائے تو وہ اس پر اصرار نہیں کرتا۔ سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ والوں کی مختلف صفات بیان فرمائی ہیں، ان میں سے ایک صفت یہ ہے کہ ”اور وہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کا یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اس کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے۔“ (آیت: 135)

دیکھئے! اس آیتِ کریمہ میں متقیوں کی صفت یہ بیان نہیں فرمائی کہ ان سے کبھی گناہ ہی نہیں ہوتا بلکہ یہ بیان فرمائی ہے کہ ان سے اگر گناہ ہو جائے تو وہ اسے مسلسل نہیں کئے جاتے بلکہ اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں، انسان کو ذکر و استغفار کی توفیق تب حاصل ہوتی ہے جب وہ اللہ کی کتاب میں غور و فکر کرتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے جنت کی جو نعمتیں ذکر فرمائی ہیں اور اطاعت گزاروں کے ساتھ ان کا وعدہ کیا ہے۔

اسی طرح دوزخ کے مختلف عذابوں کا ذکر ہے اور نافرمانی کرنے والوں کو ان سے ڈرایا گیا ہے، جب انسان انہیں یاد کرتا رہتا ہے تو اس کے دل میں خوف اور امید کا جذبہ قوی ہو جاتا ہے، ایسے انسان سے اگر بتقاضائے بشریت کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو وہ بے چین ہو جاتا ہے، اسے منعمِ حقیقی کے انعامات یاد آتے ہیں اور جب تک وہ توبہ نہ کر لے اس کے ضمیر میں ایک خلش اور کسک سی محسوس ہوتی ہے جیسا کہ حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ”توبہ کرنے والے کی علامت یہ ہے کہ گناہ کی وجہ سے اسے کھانا پینا بھی اچھا نہیں لگتا۔“ (قرطبی: 136,4) اسے تو بس یہ فکر لگی ہوتی ہے کہ جتنا جلدی ممکن ہو میں گناہ سے پاک ہو جاؤں، ایسا نہ ہو کہ گناہ کی نجاست میں آلودہ ہونے کی حالت میں مجھے موت آ جائے کیونکہ موت کا متعین وقت کسی کو معلوم نہیں وہ تو کسی وقت بھی آ سکتی ہے، نہ معلوم توبہ کی مہلت مل سکے یا نہیں۔“

جو لوگ زندگی کی شدید محبت اپنے دلوں میں پال لیتے ہیں اور موت کو اس لیے یاد نہیں کرتے تاکہ ان کا لطف اور عیاشی بے مزہ نہ ہو جائے، مگر یہ تو کافر کا انداز فکر ہوتا ہے، مسلمان کی سوچ ایسی نہیں ہوتی۔ اسے ہر وقت موت کی آہٹیں سنائی دیتی ہیں، اس لیے وہ گناہ پر اصرار کی بجائے فوراً استغفار کر لیتا ہے۔

سورۃ واقعہ میں گناہوں پر اصرار اور مرنے کے بعد والی زندگی کا انکار کافروں کی صفت بتایا گیا ہے، ارشاد ہوتا ہے: ”اور بائیں ہاتھ والے کیا ہیں، ہاتھ والے گرم ہوا اور گرم پانی میں ہوں گے اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں جو نہ ٹھنڈا ہے نہ فرحت بخش، بے شک یہ لوگ اس سے پہلے بہت نازوں میں پلے ہوئے تھے اور بڑے بڑے گناہوں پر اصرار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر دوبارہ اٹھا کھڑے کئے جائیں گے۔“ (الواقعہ: 41 تا 47)

قرآن کریم کے علاوہ احادیث میں بھی گناہ پر اصرار کی مذمت اور استغفار کی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا: ”لوگو! رحم کرو تم پر رحم کیا جائے گا، معاف کیا کرو اللہ تمہیں معاف کر دے گا، ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو سنتے تو ہیں مگر نہ تو یاد رکھتے ہیں نہ ہی عمل کرتے ہیں، ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو علم رکھنے کے باوجود گناہ پر اصرار کرتے ہیں۔“ (مسند احمد: 165,2)

علماء اور صوفیاء نے گناہ پر اصرار کے بارے میں جو کچھ کہا ہے، اس میں سے چند منتخب اقوال یہاں نقل کئے جاتے ہیں:

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مختلف اسباب کی وجہ سے صغیرہ، کبیرہ بن جاتا ہے، ان میں سے ایک سبب اصرار اور مداومت بھی ہے۔ پانی کے چند قطرے جب پتھر پر مسلسل گرتے رہیں تو اس میں نشان پڑ جاتا ہے، یونہی چھوٹے چھوٹے گناہ جب بار بار کئے جاتے ہیں تو ان کی وجہ سے دل ضرور تاریک ہو جاتے ہے۔“ (احیاء علوم الدین: 32,4)

امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جس سے درگزر کیا جا رہا ہے اسے دھوکے کا شکار نہیں ہونا چاہیے کیونکہ کبھی سزا میں تاخیر بھی ہو جاتی ہے، گناہوں میں سے بدترین گناہ جس کے لیے بڑی سزا تیار کی گئی ہے وہ گناہ پر اصرار کرنا ہے۔“

یہ بھی آپ ہی کا قول ہے:

”بسا اوقات جب گناہوں میں مبتلا شخص اپنے بدن اور مال کی سلامتی دیکھتا ہے تو گمان کر بیٹھتا ہے کہ مجھے کوئی سزا نہیں ملے گی حالانکہ مستقبل میں ملنے والی سزا سے اس کی غفلت بھی ایک سزا ہی ہے۔“ (صید الخاطر: 17)

”بسا اوقات جو سزا اسے جلد دے دی جاتی ہے وہ معنوی ہوتی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کے ایک عالم سے منقول ہے کہ اس نے کہا یا رب! میں نے کتنی ہی بار تیری نافرمانی کی مگر تو نے مجھے سزا نہ دی تو اسے جواب دیا گیا کہ (اے ناداں!) میں تجھے کتنی بڑی سزا دے چکا ہوں مگر تجھے خبر ہی نہ ہوئی، کیا ایسا نہیں کہ میں نے تجھے اپنی مناجات کی حلاوت سے محروم کر دیا۔“

”سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ جسے سزا دی جائے اسے سزا کا احساس نہ ہو اور اس سے بھی زیادہ خطرناک چیز یہ ہے کہ وہ سزا کو قابل مسرت چیز سمجھے، مثال کے طور پر مال حرام کا حاصل ہونا، گناہوں پر قدرت ہونا اور نیکی کی توفیق سلب ہو جانا یہ سب سزائیں ہی تو ہیں مگر وہ بے وقوف ان پر خوش ہوتا ہے۔“ (صید الخاطر: 16)

- ☆ گناہوں پر اصرار بندے اور اللہ کے درمیان وحشت کا سبب بنتا ہے۔
- ☆ اللہ اور مقرب فرشتے مصر (اصرار کرنے والے) پر لعنت بھیجتے ہیں۔
- ☆ ایسے شخص پر شیاطین مسلط ہو جاتے ہیں۔
- ☆ اس کے لیے اطاعات مشکل ہو جاتی ہیں اور وہ دعا سے غافل ہو جاتا ہے۔
- ☆ وہ ہمیشہ دل کا انقباض، نفس کی خباثت اور سینے کی تنگی محسوس کرتا ہے۔
- ☆ اس کی نظر میں دنیا بڑی چیز بن جاتی ہے، چنانچہ وہ اس کا غلام بن جاتا ہے۔
- ☆ اس کی عقل خفیف اور اس کے ایمان میں نقص پیدا ہو جاتا ہے۔
- ☆ جب وہ مرتا ہے تو عذاب کے فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں۔
- ☆ جب وہ قیامت کے دن حساب سے فارغ ہو گا تو اسے بائیں ہاتھ والوں میں شامل کر دیا جائے گا۔
- ☆ وہ انسانوں کی نظر میں بھی ذلیل ہو کر رہ جاتا ہے۔

(نظرۃ النعیم: 3904,9)

اقتصادی راہداری منصوبہ پاکستان کے لیے بہت مفید ثابت ہوگا۔ اس میں روڈ سیکٹر ہے، ریلوے لائن ہے، گیس پائپ لائن ہے، اس سے پاکستان کی انرجی کی ضرورت بھی پوری ہوگی، تقریباً 7 لاکھ نئی ملازمتیں نکلیں گی اور پاکستان کا GDP بھی بڑھ جائے گا: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

سی پیک منصوبے کے حوالے سے اگر کسی صوبے، وفاق کے کسی یونٹ یا کسی طبقے کو شکایت ہے تو اس کو دور کرنا اس پارٹی یا اس لیڈر کا کام ہے جس کی اس وقت پنجاب اور وفاق میں حکومت ہے۔ وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور محسوس کریں: رضوان الرحمٰن رضی

پاک چائنہ اقتصادی راہداری اور درپیش چیلنجز کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال : پاک چائنہ اکنامک کوریڈور کا منصوبہ پاکستان کے لیے سیاسی، معاشی اور عسکری لحاظ سے کتنی اہمیت کا حامل ہے؟

رضوان الرحمٰن رضی : دیکھیے! پاک چائنہ اکنامک کوریڈور کوئی خصوصی چیز تو ہے نہیں۔ مشرف کے دور میں بھی ایسا ہی ایک منصوبہ پیش ہوا تھا جس میں کہا گیا تھا ڈھاکہ سے گاڑی چلے گی اور لندن میں جا کر رکے گی۔ اس منصوبے میں بھی ہمیں بیرونی فنڈنگ ملنی تھی لیکن چونکہ اس میں ورلڈ بنک کی انوسٹمنٹ تھی اور ورلڈ بنک میں انڈین لابی بہت زیادہ چھائی ہوئی تھی۔ لہٰذا انہوں نے ہمارے ہر منصوبے میں سے کیڑے نکالنے شروع کر دیئے اور بالآخر انڈین پریشر کی وجہ سے ہمیں اس پراجیکٹ سے باہر کر دیا گیا۔ اس کے بعد ہمارے پاس اور کوئی آپشن نہیں تھا سوائے اس کے کہ ہم چائنہ کے پاس جاتے۔ اب ظاہر ہے اقتصادی راہداری میں چائنہ کا پیسہ لگے گا تو تمام راستے بھی اسی کی طرف جائیں گے۔ یہ پراجیکٹ معاشی، سیاسی اور عسکری لحاظ سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ مجھے جنرل راحیل شریف کا یہ بیان یاد ہے کہ میں اس راہداری کے ذریعے آنے والے پہلے قافلے کو گوادر میں خوش آمدید کہوں گا۔ اس لحاظ سے نومبر کا مہینہ بہت اہم ہے۔ خاص طور پر چینی میڈیا کو دیکھیں تو اس پہلے قافلے کے حوالے سے وہاں بڑے جوش وخروش سے تیاری ہو رہی ہے

سوال : یہ منصوبہ پاکستان کی اقتصادی ترقی کے لیے کتنا مددگار ہوگا اور کیا یہ واقعی پاکستان کے لیے گیم چینجر ثابت ہوگا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : یہ 2015ء سے 2030ء تک کا لمبا منصوبہ ہے اور یہ پاکستان کے لیے بہت مفید ثابت ہوگا۔ اس میں کوئی ایک چیز نہیں ہے بلکہ اس میں روڈ سیکٹر ہے، ریلوے لائن ہے، گیس پائپ لائن ہے اور اس سے پاکستان کی انرجی کی ضرورت بھی پوری ہوگی۔ تقریباً 7 لاکھ نئی ملازمتیں نکلیں گی۔ پاکستان کا GDP بھی بڑھ جائے گا۔ لہٰذا اقتصادی لحاظ سے یہ منصوبہ بہت مفید ہوگا اور دفاعی لحاظ سے بھی اس کی ہمارے لیے بہت اہمیت ہے۔ ہمارے آرمی چیف اس کے لیے پُرجوش ہیں۔ اس لیے کہ پاکستان میں فی الحال روڈ اور ریلوے لنک صرف دریائے سندھ کی مشرقی جانب ہیں لیکن اس منصوبہ کی تکمیل

مرتب: محمد رفیق چودھری

سے مغربی جانب بھی دو روٹ بن جائیں گے اور دو روٹ مشرقی جانب بن جائیں گے۔ چار متوازی روٹس گوادر اور کراچی سے پشاور اور پنجاب تک بنیں گے۔

سوال : یہ سی پیک منصوبہ اگر بن جاتا ہے تو کن کن ملک کے مفادات متاثر ہوں گے؟

رضوان الرحمٰن رضی : انڈیا ہر معاملے میں ہمیں isolate کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ابھی ہم نے اقتصادی راہداری پر کام شروع نہیں کیا تھا تو اس نے اس کے متوازی چاہ بہار کا منصوبہ شروع کر دیا تھا۔ چاہ بہار میں چھوٹے درجے کے بحری جہاز تو آ سکتے ہیں لیکن اس کی اتنی اہمیت نہیں ہے۔ پچھلے دنوں ایرانی بلوچستان کے گورنر پاکستانی بلوچستان کے دورے پر آئے تھے اور دونوں کے درمیان یہ معاہدہ ہوا تھا کہ چاہ بہار کو گوادر کے ساتھ ریل لنک سے جوڑ دیا جائے۔ ہوسکتا ہے وہ علامتی ہو لیکن اندر ایک خواہش موجود ہے اور یہ سارا کچھ انڈین فنانسنگ کے ساتھ ہو رہا ہے کیونکہ انڈیا یہ چاہتا ہے کہ ایسا ہو۔ اسی طرح بیلا روس کے صدر ابھی پاکستان کے دورے پر آئے تھے اور انہوں نے بھی کچھ معاہدے کیے ہیں۔ بیلا روس کے صدر وسطی ایشیا میں پیوٹن کے سب سے بااعتماد اور نزدیک ترین آدمی مانے جاتے ہیں۔ ان کا آنا ایسا ہی ہے جیسے پیوٹن کا خصوصی نمائندہ آیا ہو۔ میڈیا میں ایک خبر آئی ہے کہ روس کا کہنا ہے کہ پاکستان کا تاجکستان سے جو ایک ہزار میگاواٹ بجلی امپورٹ کرنے کا منصوبہ ہے وہ اسے دے دیا جائے جس کی ساری فنڈنگ وہ خود کریں گے۔ جبکہ پاکستان کا موقف تھا کہ اس کی ضرورت ایک ہزار میگاواٹ سے زیادہ کی ہے۔ اس پر روس کی جانب سے دوسری تجویز آئی ہے کہ ہم جام شورو میں آپ کی ضروریات کے مطابق ایک نیا پلانٹ لگا دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم ترکمانستان، افغانستان اور پاکستان گیس پائپ لائن پر مشتمل ایک APB بنا رہے ہیں۔ ترکمانستان کا خیال ہے کہ اگر اسے اجازت دی جائے تو وہ APB کے ساتھ ایک موٹروے بھی بنا دے جو ترکمانستان سے کوئٹہ، قلعہ عبداللہ اور قلعہ سیف اللہ کو ٹچ کرے۔ لہٰذا تجارتی راہداری صرف پاکستان تک محدود نہیں ہے۔ انڈیا بھلے ہی اسے افغانستان میں کاٹتا پھرے، کرزئی یا اشرف غنی جو مرضی کہتے پھریں لیکن پانی کا نیچرل فلو جدھر ہوتا ہے پانی نے ادھر ہی جانا ہوتا ہے، الٹی سمت میں نہیں بہہ سکتا۔ اسی طرح یہ سارے ٹریڈ روٹس گوادر سے جڑیں گے اور بالآخر اس کا فائدہ پاکستان کو پہنچے گا۔

سوال : یہ بتائیے کہ کیا گوادر پورٹ بننے میں مڈل ایسٹ کے ممالک کے مفادات نہیں ہوں گے؟

رضوان الرحمٰن رضی : مڈل ایسٹ کے ممالک کے مفادات اتنے ہی بھرپور ہیں جتنے کہ ایران کے۔ لیکن جتنا متحرک اس معاملے میں ایران ہے وہ نہیں ہیں۔ اس کی ایک وجہ ہے کہ گوادر پورٹ کی جتنی بڑی vessel capacity ہے اس کو اسی قدر تھرو پُٹ درکار ہوتی ہے کہ کم از کم اتنے کنٹینرز آئیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ گوادر کو پہلے سنگاپور نے لیا تھا لیکن رکھ کے بیٹھے رہے اور سوچتے رہے کہ کیا کریں۔ اتنی بڑی پورٹ کو

چلانا ایک بہت بڑا کام ہوتا ہے۔ جتنی کم سے کم تھروپُٹ درکار ہے ہماری اکانومی اتنی بڑی نہیں ہے کہ ہم اتنا اس کے لیے کارگو ریلیز کر سکیں۔ چائنہ والوں نے اپنی مدد سے vessels وہاں لا کر کھڑے کرنے ہیں اور کسی ملک کے نہیں آ رہے۔

سوال :انڈیا چاہ بہار میں جن ممالک کے ساتھ مل کر پورٹ بنا رہا ہے ان کے اپنے مفادات ہوں گے لیکن انڈیا سی پیک منصوبے کو سبوتاژ کرنے کے لیے ان کو فنڈنگ کر رہا ہے۔ آخر انڈیا کو اس منصوبے سے کیا مسئلہ ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ :اگر معیشت ترقی کر رہی ہو، لوگوں کو روزگار میسر ہو اور توانائی کا بحران بھی ختم ہو جائے تو سیاسی حکومتیں بھی دعویٰ کریں گی کہ یہ ہماری وجہ سے ہوا ہے۔ سی پیک سے ظاہر ہے پاکستان میں سیاسی اور معاشی استحکام آئے گا اور پاکستان مضبوط ہوگا لیکن انڈیا نہیں چاہتا کہ پاکستان مضبوط ہو۔ وہ اس کو اپنا محکوم دیکھنا چاہتا ہے جیسے اس نے نیپال اور بھوٹان کو محکوم بنا رکھا ہے۔ اب اس نے بنگلہ دیش کو بھی شامل کر لیا ہے۔ وہ اس خطے میں اپنا غلبہ چاہتا ہے۔ اس نے امریکہ سے اپنے تعلقات اسی لیے بڑھا لیے ہیں کیونکہ دونوں کو پاکستان اور چائنہ کی معاشی ترقی ناپسند ہے۔ چونکہ یہ راہداری گلگت بلتستان سے گزرے گی اس لیے انڈیا نے یہ بہانہ بنا کر کہ کشمیر متنازع علاقہ ہے اس منصوبہ کو ایشو بنایا ہوا ہے۔ اس وجہ سے اس کوریڈور کی اسٹریٹجک اہمیت بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آرمی خود اس کی حفاظت میں دلچسپی لے رہی ہے۔

رضوان الرحمٰن رضی :انڈین مائنڈ سیٹ کو سمجھنے کے لیے آپ Google پر جا کر FICCI Report on Pakistan لکھیں۔ یہ فیڈریشن آف انڈین چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کی ویب سائیٹ ہے جو کہ بھارتی سرمایہ داروں اور تاجروں کا نمائندہ ادارہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ تاجروں اور سرمایہ داروں کا سب سے بڑا انٹرسٹ یہ ہوتا کہ امن رہے تا کہ ان کا کاروبار چلے۔ لیکن اس رپورٹ کو پڑھ کر آپ کو پتہ چل جائے گا کہ انڈیا چاہتا کیا ہے؟ (1) وہ کہتے ہیں Turn Pakistan into a bride exporting country. یعنی مسلمانوں نے سات سو سال ہم پر حکومت کی ہے لہٰذا اب پاکستان کو اس حالت میں لے آؤ کہ وہ ہمیں دلہنیں ایکسپورٹ کیا کرے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں بھی ایک طبقہ ایسا ہے جو کہتا ہے کہ بیلنس تو پھر اسی طرح ہوگا کہ جس طرح مغلوں نے راجپوتوں کے ساتھ کیا ہے وہی اب پاکستانیوں کے ساتھ بھی ہو اور یہ طبقہ پاکستان میں بڑے اعلیٰ عہدوں پر متمکن ہے۔ اسی طرح لکھا ہے: Turn Pakistan into raw material exporter. آپ واہگہ جا کر دیکھیں مصنوعات کے جتنے بھی ٹرک آتے ہیں وہ صرف انڈیا سے آتے ہیں جبکہ پاکستان سے صرف جپسم اور نمک جاتا ہے۔ پھر لکھا ہے: Isolate Pakistan Economically۔ اور اقتصادی لحاظ سے پاکستان کو isolate کرنے کے لیے انڈیا جو کچھ کر رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ میری آپ کے پروگرام کے توسط سے پوری قوم سے اپیل ہے کہ وہ یہ رپورٹ ایک دفعہ ضرور پڑھ لیں تا کہ پتہ چل جائے کہ وہ کشمیر میں اتنا بے رحمانہ سلوک کیوں کر رہا ہے حالانکہ انڈیا میں اس وقت بھی مزاحمت کی 18 موومنٹس چل رہی ہیں کسی جگہ اتنا ظلم نہیں ہو رہا جتنا کشمیر میں ہو رہا ہے۔

> بھارتی سرمایہ داروں کے نمائندہ ادارے FICCI کی ویب سائیٹ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں نے سات سو سال ہم پر حکومت کی ہے لہٰذا اب پاکستان کو اس حالت میں لے آؤ کہ وہ ہمیں دلہنیں ایکسپورٹ کیا کرے۔

سوال :کلبھوشن یادیو کو جب پکڑا گیا تو اس وقت کہا گیا تھا کہ وہ ''را'' کا سرونگ آفیسر ہے اور سی پیک منصوبہ کو سبوتاژ کرنے کے بھارتی منصوبوں میں ملوث ہے۔ اس کے بعد اتنا عرصہ گزر گیا لیکن ابھی تک اس کو کیفر کردار تک نہیں پہنچایا گیا تو سی پیک منصوبے کو جو خطرات درپیش ہیں وہ کیسے دور ہوں گے؟

رضوان الرحمٰن رضی :پہلی بات یہ ہے کہ وہ اکیلا نہیں ہے۔ اس کا پورا نیٹ ورک ہے۔ پہلے ملے میں 156 کے قریب لوگ پکڑے گئے تھے۔ پھر بتایا گیا کہ ڈھائی سو بندہ اور پکڑا گیا ہے۔ ان لوگوں کے ایران سے بہت قریبی روابط ہیں۔ درمیان میں ہم سے ایک مس ہینڈل ہوگیا کہ جب ایران کے صدر یہاں دورے پر آئے تو کلبھوشن یادو کی خبر میڈیا پر چھوڑ دی گئی حالانکہ ابھی اس کے پورے نیٹ ورک کو پکڑا جانا تھا۔ لیکن پھر بھی یادیو آپ کے پاس سٹریٹجک ایسٹ کے طور پر موجود ہے۔ آپ جب چاہیں اس کو استعمال کر سکتے ہیں اور بڑا موثر طریقے سے کریں گے۔ میں یہ بھی بتا دوں کہ انڈیا کی خواہش تھی کہ ہم اقوام متحدہ میں کلبھوشن یادیو کا ذکر کریں تا کہ وہ بلوچستان کو کشمیر سے کلیئر کر سکے۔ وزیراعظم نے اسی لیے اس کا ذکر نہیں کیا۔ ورنہ اگر ایسا کرتے تو انڈیا دوسرا فریق بن جاتا۔

سوال :ہماری چند سیاسی جماعتوں کو سی پیک کے حوالے سے کافی اعتراضات ہیں۔ یہ اعتراضات اور تحفظات کس حد تک valid ہیں اور ان کا تدارک کیسے ممکن ہے؟

رضوان الرحمٰن رضی :ان جماعتوں کے یہ اعتراضات بالکل ویسے ہی ہیں جیسے ان کو کالا باغ ڈیم پر ہیں۔ مثلاً اگر کالا باغ ڈیم کا پاور ہاؤس KPK والی سائیڈ پر بن جاتا تو کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن جب پتا چلا کہ وہ پنجاب والی سائیڈ پر بن رہا ہے تو اعتراض آ گیا کہ نوشہرہ ڈوب جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سی پیک پر صوبوں کے تحفظات وفاق کے لیے خوش آئند ہیں۔

سوال :اگر ان کے تحفظات خوش آئند ہیں تو پھر چائنہ کو دو دفعہ پاکستان سے کیوں کہنا پڑا کہ اپنے اختلافات ختم کرو اور جلد از جلد ختم کرو؟

رضوان الرحمٰن رضی :وفاق کے اندر مختلف یونٹس ہیں اور یونٹس کو اپنے فنانشل انٹرسٹ کے لیے وفاق کے ساتھ لڑائی کرنی چاہیے۔ یہ ایک مثبت علامت ہوتی ہے۔ اس سے وفاق مضبوط ہوتا ہے لیکن میری گزارش ہے کہ اس بحث یا تنقید کو اپنے حق کے حصول کی جدوجہد تک محدود رکھیں۔ اتنا نہ بڑھائیں کہ یہ نفرت میں بدل جائے۔ اگر کسی کو کوئی مسئلہ ہو تو وہ پشاور میں بیٹھ کر یہ کہنے کی بجائے کہ میں اسمبلی توڑ دوں گا یا حکومت سے نکل جاؤں گا متعلقہ فورم پر جائے۔ وفاق کو چاہیے کہ وہ پارلیمنٹ کی ایسی کمیٹیز بنائے یا اقتصادی رابطہ کونسل کا فورم ہو جہاں پر تحفظات کا شکار جماعتیں جا کر جتنی مرضی ہو بحث کریں۔ ہمارا یہ جو رویہ بن چکا ہے کہ موقع پر یا متعلقہ فورم پر بات نہیں کرتے اس کی وجہ سے سارے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں ان اختلافات سے بالکل پریشان نہیں ہوتا کیونکہ جب انڈیا کا پروپیگنڈا بہت زیادہ بڑھ گیا تو چائنہ کی لیڈرشپ نے یہ بات ببانگ دہل کہہ دی تھی کہ یہ ہمارا منصوبہ ہے اور اسے ہم بنائیں گے۔ یہ سٹیٹمنٹ فارن آفس سے جاری نہیں ہوئی بلکہ ان کے صدر کے آفس سے جاری ہوئی ہے اور اس کا مطلب ہے کہ وہ بنائیں گے تو اس کے لیے وہ ہمارے تمام صوبوں کو بھی راضی کر لیں گے۔ بے شک ہمارے ذریعے ہی کریں گے۔ لیکن یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ سب اسی پالیسی کے تحت ہو رہا ہے جس کو FICCI کی رپورٹ میں اس وقت ظاہر کر دیا گیا تھا جب انڈیا میں کانگریس کی سیکولر اور لبرل حکومت تھی۔ اب وہاں ہندوتوا برسراقتدار ہے اور اس پالیسی پر اسی طرح عمل درآمد کرا رہا ہے جیسا ہندوتوا کی خواہش تھی۔ لہٰذا FICCI کی رپورٹ کو ہر محبّ وطن کو پڑھنا چاہیے تا کہ انہیں پتا چلے کہ ان کا دشمن کس سٹریٹجی پر کام کر رہا ہے اور اس کو کس طرح ناکام بنایا جا سکتا ہے۔

سوال :کہا جا رہا ہے کہ پاکستان اور امریکہ کے درمیان

حالیہ کشیدگی کی اصل وجہ بھی یہ سی پیک منصوبہ ہے۔ امریکہ پاکستان سے ہزاروں میل دور ہے۔ اسے اس particular منصوبے سے کیا دلچسپی ہوسکتی ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: بظاہر تو اس کشیدگی کی وجہ افغانستان ہے جہاں امریکہ نے اپنے سینگ پھنسا لیے ہیں اور وہ سمجھتا ہے کہ پاکستان کی وجہ سے اسے وہاں پوری طرح کامیابی نہیں مل رہی۔ اس کا مطالبہ ہے کہ حقانی گروپ کے خلاف بھی ایکشن لیا جائے اور طالبان کو مذاکرات کی ٹیبل پر لایا جائے تاکہ اُسے باعزت وہاں سے نکل جانے کا راستہ مل سکے۔ لیکن اصل وجہ یہی سی پیک منصوبہ ہے جس کی وجہ سے اس کی containment of China پالیسی ناکام ہوتی نظر آتی ہے۔ سی پیک منصوبہ اگر کامیاب ہو گیا تو چائنہ اقتصادی طور پر مضبوط ہو جائے گا جس سے دنیا پر امریکی بالادستی متاثر ہوسکتی ہے اور اس کی عسکری حیثیت کو بھی ٹھیس پہنچتی ہے اگر کوئی اس مقابلے میں کھڑا ہو جائے۔ اسی طرح پاکستان کی سٹریٹجک لوکیشن ایسی ہے کہ جہاں رہتے ہوئے امریکہ اپنے مفادات زیادہ اچھی طرح حاصل کرسکتا ہے لیکن سی پیک منصوبے سے امریکہ کو پاکستان اپنی گرفت سے نکلتا ہوا نظر آرہا ہے۔ اسی لیے وہ نہیں چاہتا کہ سی پیک منصوبہ پوری طرح کامیاب ہو اور اسی لیے امریکہ نے آگے بڑھ کر انڈیا کو بہت مراعات دی ہیں۔ صدر اوباما جب جنوبی ایشیا کے دورے پر آئے تو انہوں نے پاکستان کو نظرانداز کیا اور انڈیا چلے گئے۔ کیونکہ انہیں نظر آرہا ہے کہ سی پیک کے ذریعے پاکستان مضبوط ہو گیا تو اس پر بھی ان کا غلبہ برقرار نہیں رہے گا۔

سوال: ایران ادھر چاہ بہار میں انڈیا کا پارٹنر ہے اور ادھر سی پیک میں پاکستان کا بھی پارٹنر بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ ایک ایسا ملک جس کا انڈیا کے ساتھ گٹھ جوڑ خطرناک حد تک بڑھ رہا ہے اس کے ساتھ پارٹنر شپ کیا پاکستان کے مفاد میں ہے؟

رضوان الرحمٰن رضی: آپ کو حیرت ہوگی اگر میں یہ کہوں کہ ایران پہلے ہی ہمارا پارٹنر ہے۔ اس وقت گوادر میں جو بجلی ہے وہ ہم ایران سے ہی برآمد کر رہے ہیں۔ پٹرول سمیت اس کی کئی مصنوعات کراچی تک آتی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ جب پکڑی جاتی ہیں تو شور مچتا ہے پہلے کوئی شور نہیں کرتا۔ دیکھئے ہم نے اس ریجن کے اندر اپنا جو مائنڈ سیٹ بنایا ہوا ہے اب اس سے نکل کر ہر چیز کا جائزہ لینا ہوگا۔ چائنہ کو دیکھئے۔ اس کی بھارت کے ساتھ سرحدوں پر کشیدگی بھی چل رہی ہوتی ہے، چائنہ کی فوجیں بھارت میں داخل ہو کر اس کے فوجیوں کے بوٹ اُتروا کر ان کے تسموں سے انہیں باندھ کر زمین پر لٹا دیتی ہیں لیکن بھارت کے ساتھ تجارت کے لیے چائنہ کے ٹرک ہر وقت سٹارٹ رہتے ہیں۔ انڈین پنجاب میں چینی ٹیکسٹائل سٹی بھی بنا رہے ہوتے ہیں۔ لہٰذا اکنامک انٹرسٹ ایک علیحدہ معاملہ ہے۔ ایران کا اگر اکنامک انٹرسٹ ہے تو ہمیں اسے دینا چاہیے اس میں ہمارا بھی معاشی فائدہ ہے۔ انڈیا بھی اگر ایران کو انٹرسٹ دے رہا ہے تو مفت میں نہیں دے رہا۔ پھر آپ یہ بھی دیکھیں کہ جب گوادر میں deep sea پورٹ بنے گی اور مدر ویسل لگے گا تو یہاں سے جو چھوٹے جہازوں میں کنٹینر بھرا کریں گے وہ ممبئی بھی جائیں گے، وہ سری لنکا بھی جائیں گے، وہ UK بھی جائیں گے، وہ ایران بھی جائیں گے اور وہاں سے وہ چھوٹے جہاز بھر کر واپس مدر ویسل میں آئیں گے۔ لہٰذا اس

> چائنہ کی فوجیں بھارت میں داخل ہو کر اس کے فوجیوں کے بوٹ اُتروا کر ان کے تسموں سے انہیں باندھ کر زمین پر لٹا دیتی ہیں لیکن بھارت کے ساتھ تجارت کے لیے چائنہ کے ٹرک ہر وقت سٹارٹ رہتے ہیں۔

حوالے سے ہمیں اپنا وژن اوپن کرنا چاہیے کہ ہم Hub بننے جا رہے ہیں۔ ہمارے صحن میں وہ تمام لوگ آئیں گے اور ہمیں ان کو برداشت کرنا ہے۔ ہاں البتہ ہمیں ان کو ریگولرائز کرنا ہے۔ مسائل اس وقت پیش آئیں گے جب ہم انہیں ریگولرائز نہیں کریں گے۔ جیسے افغانیوں کو ہم نے ریگولرائز نہیں کیا تھا تو مسائل پیش آرہے ہیں۔ بالآخر ہمیں طورخم اور چمن بارڈر بند کرنا پڑے اور کہنا پڑا کہ جو بھی آئے وہ ویزہ لے کر آئے۔ اس لیے ہمیں صرف چیزوں کو ریگولرائز کرنا ہے پھر کوئی جیسے مرضی آئے۔ اس سے تجارت بڑھے گی۔ ہمیں کہنا چاہیے کہ ہم انڈیا کو بھی پارٹنر بنانے کے لیے تیار ہیں۔ ہمیں بطور قوم اپنے آپ کو بڑا کرنا چاہیے اور ہمیں یہ تمام آپشنز اوپن رکھنے چاہییں۔ انٹرنیشنل پولیٹیکس میں کوئی سدا کا دوست نہیں ہوتا اور نہ کوئی سدا کا دشمن ہوتا ہے۔ روس کبھی ہمارا دشمن تھا لیکن آج روس کو پاکستان بچھڑا ہوا بھائی لگ رہا ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہماری قیادت کو بھی ایماندار ہونا پڑے گا۔ اگر ہماری قیادت کے یہی کچھن رہے جو آج کل پانامہ لیکس سے ظاہر ہو رہے ہیں اور سی پیک کی انوسٹمنٹ بھی سوئس بنکوں میں پہنچ گئی تو پھر عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

سوال: سی پیک منصوبے کو جو خطرات لاحق ہیں ان کے تدارک کے لیے آپ حکومت پاکستان کو اور مسلح افواج کو کیا تجاویز دیں گے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: پہلے ہم اندرونی اختلافات کو ختم کر کے ایک پیج پر آئیں۔ سول ملٹری تعلقات بہتر ہوں۔ اندرونی اور بیرونی دونوں طرح کا استحکام ہونا چاہیے۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارا کوئی وزیر خارجہ ہی نہیں ہے حالانکہ انٹرنیشنل ڈپلومیسی ایک فل ٹائم جاب ہوتی ہے۔ خارجہ سطح پر ہم دنیا کو بتائیں کہ ہم اس منصوبے سے کیا فوائد حاصل کرنا چاہ رہے ہیں، اس سے ہمیں کتنا استحکام ملے گا۔ یہ بھی بتائیں کہ کون کون اس منصوبے کے خلاف سازشیں کر رہا ہے۔ جس طرح انڈیا مڈل ایسٹ کے ممالک میں جا کر ہمیں isolate کرنے کی کوشش کر رہا ہے اسی طرح ہمیں بھی انڈیا کے خلاف سرگرم ہونا چاہیے اور اپنے مفادات جا کر دوسری حکومتوں کے سامنے بیان کرنے چاہییں تاکہ ہم اس منصوبے سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرسکیں۔

رضوان الرحمٰن رضی: حکومت کو چاہیے کہ وہ صوبوں کی اگر کوئی شکایت ہے تو اسے پراپر فورم پر حل کرے۔ پاکستان میں دو ہی ادارے دینے کی پوزیشن میں ہوتے ہیں۔ ایک وفاق ہے جو صوبوں کو کچھ نہ کچھ دے سکتا ہے۔ دوسرا پنجاب ہے جو بڑا صوبہ ہے اور بڑے وسائل ہیں۔ یہ چھوٹے صوبوں کو کچھ دے سکتا ہے اور جس کی پنجاب اور وفاق دونوں میں بیک وقت حکومت ہے وہ سارے معاملات کو سیٹل کرنے کے لیے بہترین پوزیشن میں ہے۔ لہٰذا اسے پہلا step لینا ہوگا۔ اگر کسی صوبے، وفاق کے کسی یونٹ یا کسی طبقے کو شکایت ہے تو اس کو دور کرنا اس پارٹی یا اس لیڈر کا کام ہے جس کی اس وقت پنجاب اور وفاق میں حکومت ہے۔ وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں، محسوس کریں۔ اس وقت ہو یہ رہا ہے کہ ایک بندہ ایک شکایت اٹھاتا ہے آپ اس کی بات نہیں سنتے۔ وہ دس بندے اکٹھے کر لیتا ہے آپ نہیں سنتے۔ وہ دس ہزار بندے لے کر سڑکوں پر آجاتا ہے تو پھر آپ جاتے ہیں اس کی بات سننے۔ میرا خیال ہے پہلی دفعہ جب وہ بات کرے تو آپ کو اسی وقت response دینا چاہیے تاکہ ملک میں استحکام پیدا ہو اور معیشت کو فروغ ملے۔ حکومت متحرک اور فعال میڈیا ایڈوائزرز کو لا کر میڈیا کے محاذ کو فعال بنائے تاکہ کسی فورم پر تو پاکستان کی بات properly طریقے سے ہوسکے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

سلام اور آداب

انور غازی

مصافحہ کرنا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ زبان سے ''السلام علیکم'' کہنا بھی کافی ہو جاتا ہے، ہاتھ ملانا لازمی نہیں ہے۔ ہاتھ ملانے کا موقع ہو تو اچھا ہے، اگر نہ بھی ہو تو سلام ہو جاتا ہے۔ لوگ سلام کے معاملے میں ہاتھ ملانے پر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں دھکم پیل کرتے ہیں، حالانکہ سلام میں اصل زبان سے ''السلام علیکم'' اور جواب میں ''وعلیکم السلام'' کہنا ہے، اس سے سلام کی تمام برکات حاصل ہو جاتی ہیں۔ مصافحے کا موقع ہو اور کسی کو زحمت بھی نہ ہو، رش نہ ہو، دھکم پیل نہ ہو، دوسروں کے تمام عوارض اور کمزوری کا لحاظ رکھتے ہوئے مصافحہ ہو جائے تو ٹھیک ہے، ورنہ سلام ہی کو کافی سمجھا جا سکتا ہے۔ اس پر خاص طور پر مدارس کے طلبہ اور ہم لوگ جو برکات کے حصول کے زیادہ متمنی ہوتے ہیں، اس پر عمل کرنا چاہیے کہ زبان سے سلام اور اس کا جواب کو اہم سمجھا جائے اور مصافحے کو موقع کی مناسبت سے دیکھ لیا جائے، اس پر اصرار نہ کیا جائے اور اس دوران کسی بھی قسم کی بدتہذیبی کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔'' دین اسلام میں سلام کی بڑی اہمیت اور فضیلت ہے، چنانچہ سورۃ النور کی آیت نمبر 61 میں ہے:

''جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں کو سلام کیا کرو، کہ یہ ملاقات کی وہ بابرکت پاکیزہ دعا ہے جو اللہ کی طرف سے آئی ہے۔''

حدیث شریف میں ہے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب دو مسلمانوں کی ملاقات ہو اور وہ مصافحہ کریں۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اپنے لیے مغفرت طلب کریں تو ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (ابوداؤد، حدیث نمبر: 5211)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لوگوں میں سے سب سے عاجز وہ شخص ہے جو دعا سے عاجز ہو۔ لوگوں میں سب سے زیادہ بخیل وہ شخص ہے جو سلام میں بخل کرے۔'' (مجمع الزوائد)

اسلام کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ سلام میں پہل کریں۔ بات شروع کرنے سے پہلے سلام کریں۔ ہر مسلمان کو سلام کرنا چاہیے اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو۔ چھوٹے بچوں کو بھی سلام کرنا چاہیے۔ اگر پوری جماعت کہیں جا رہی ہو تو ان میں سے ایک کا سلام کافی ہے۔ ایسے ہی اگر بہت سے لوگ بیٹھے ہوں تو ان میں سے ایک شخص کا جواب بھی کافی ہے۔ جب کسی مجلس میں جاؤ تو جاتے وقت بھی سلام کرو اور وہاں سے اُٹھ کر واپس ہونے پر بھی سلام کریں۔ اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کریں اگرچہ گھر میں صرف آپ کی بیوی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی اپنے گھر میں داخل ہوا اور وہاں کوئی موجود نہ ہو تو ان الفاظ میں سلام کرنا چاہیے: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔'' سوار پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑی تعداد والی جماعت بڑی جماعت کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ مسنون سلام ''السلام علیکم'' ہے اور اس کا جواب ''وعلیکم السلام'' ہے۔ ہاں! اگر سلام یا اس کے جواب میں ''ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' بڑھا دے تو اس کا زیادہ ثواب ہے۔ کوئی شخص کسی کا سلام لائے تو یوں جواب دینا: ''علیک وعلیہ السلام''۔ قومی یا علاقائی رسم و رواج والے الفاظ وغیرہ کہنے کی بجائے سلام کریں۔ اور دوسروں کو اس کا عادی بنائیں۔ البتہ سلام و دعا کے بعد ان الفاظ کے کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ کافروں کو سلام نہ کریں، بلکہ ان سے یوں کہیں: ''اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔'' اگر مجلس میں کوئی خاص گفتگو ہو رہی ہو تو اس وقت سلام نہ کریں، بلکہ چپکے سے نظر بچا کر بیٹھ جائیں، پھر موقعہ پا کر سلام کریں۔ قضائے حاجت کرنے والے کو سلام نہ کریں۔ یاد رکھیں سلام ایک ایسی عظیم عبادت ہے جو جھگڑوں کو ختم کر دیتی ہے۔ سلام آدمی نہ کرے تو برا سمجھا جاتا ہے۔ اگر سلام کر لے تو مخاطب جاہل بھی ہوگا تو وہ بھی جھک جائے گا کہ یہ بڑا اچھا آدمی ہے، سلام کر رہا ہے۔ اس واسطے فرمایا گیا کہ اگر باہم دشمنیاں بھی ہوں عداوتیں بھی ہوں۔ اگر دشمن آپ کو سلام کرے تو دشمنیاں ڈھیلی پڑ جائیں گی۔ آپ ''وعلیکم السلام'' کہنے پر مجبور ہوں گے جس کا مطلب یہ کہ تمہارے لیے سلامتی ہو۔ جب سلامتی کی دعا دے گا تو جھگڑا ہوگا کیوں؟ خود کہہ رہا ہے کہ اللہ تمہیں سلامت رکھے، تو دعا بھی دے اور اوپر سے جھگڑا بھی کرے، چنانچہ سلام نے ساری دشمنی ختم کر دی۔ اس لیے حدیث پاک میں فرمایا گیا: اَفْشُوا السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ یَعْرِف ...... سلام کرنے کی عادت عام کرو، خواہ تعارف ہو یا نہ ہو۔ آج کے زمانے کا تمدن یہ ہے کہ جب تک تیسرا آدمی تعارف نہ کرائے، نہ بول، نہ چال، نہ سلام، نہ کلام، یہ متکبرانہ تمدن ہے۔ یہ اسلام کا تمدن نہیں ہے۔ اسلام کا تمدن یہ ہے کہ جب ہم میں اور تم میں اسلام کا رشتہ مشترک ہے۔ اسلامی اخوت اور بھائی بندی پھیلی ہوئی ہے تو کیا ضرورت ہے کہ کوئی تیسرا تعارف کرائے۔ خود سے ہی تعارف حاصل کر لیں کہ یہ ہمارا مسلمان بھائی ہے، اور اپنا تعارف بھی اسے کرائیں کہ میں آپ کا مسلمان بھائی ہوں۔ دو حقیقی بھائی اتنے قریب نہیں ہوتے جتنے دینی رشتے کی وجہ سے دو مسلمان قریب ہوتے ہیں۔ اس زمانے میں ایک مشکل یہ ہے کہ ہم صورت سے یہ نہیں سمجھ سکتے کہ یہ مسلمان ہے بھی یا نہیں؟ بعض اوقات سلام کرنے کو جی چاہتا ہے، لیکن سوچتے ہیں کہ یہ مسلمان ہے یا عیسائی یا یہودی ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ ہیئت اور وضع بھی ایسی ہو جس سے دور سے سمجھ لیا جائے کہ مسلمان آ رہا ہے تاکہ سلام میں پہل کی جائے۔ اس حدیث میں ہدایت کی گئی کہ پہچان پہچان کر سلام نہ کرو۔ تعارف کرانے میں اکثر ایسا دیکھا گیا ہے کہ اگر کوئی امیر ہے تو اس کا تعارف کرا دیا جاتا ہے، لیکن اگر کوئی غریب آدمی آئے تو اس کا تعارف نہیں کرایا جاتا۔ گویا آپ کا سلام بڑے آدمی کو تو ہوگا، لیکن چھوٹے کو نہیں ہوگا۔ یہ تکبر ہے کہ چھوٹوں کو منہ نہ لگایا جائے اور بڑوں کے سامنے جھکے۔ سلام کے آداب میں ہے کہ جب دو آدمی ملیں تو یہ انتظار نہ کریں کہ دوسرا مجھے سلام کرے۔ کوشش کریں کہ میں پہلے اِسے سلام کروں۔ یہ زیادہ افضل ہے۔ نہ کہ انتظار کرے کہ دوسرا مجھے سلام کرے۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے:

''یہود کا سلام انگلیوں سے ہے، نصاریٰ کا ہتھیلی سے ہے اور مسلمانوں کا سلام ''السلام علیکم'' ہے۔''

☆☆☆

علماء و مصلحینِ امت اور ان کے فتنے

مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

سب سے بڑا صدمہ اس کا ہے کہ مصلحین کی جماعتوں میں جو فتنے آج کل رونما ہو رہے ہیں، نہایت خطرناک ہیں، تفصیل کا موقعہ نہیں، لیکن فہرست کے درجہ میں چند باتوں کا ذکر ناگزیر ہے۔

مصلحت اندیشی کا فتنہ

یہ فتنہ آج کل خوب برگ و بار لا رہا ہے، کوئی دینی یا علمی خدمت کی جائے، اس میں پیش نظر دنیاوی مصالح رہتے ہیں، اس فتنہ کی بنیاد نفاق ہے، یہی وجہ ہے کہ بہت سی دینی و علمی خدمات برکت سے خالی ہیں۔

ہر دلعزیزی کا فتنہ

جو بات کہی جاتی ہے، اس میں یہ خیال رہتا ہے کہ کوئی بھی ناراض نہ ہو، سب خوش رہیں، اس فتنہ کی اساس حب جاہ ہے۔

اپنی رائے پر جمود و اصرار

اپنی بات کو صحیح و صواب اور قطعی و یقینی سمجھنا، دوسروں کی بات کو درخور اعتناء اور لائق التفات نہ سمجھنا، بس یہی یقین کرنا کہ میرا موقف سو فیصد حق اور درست ہے اور دوسرے کی رائے سو فیصد غلط اور باطل۔ یہ اعجاب بالرائے کا فتنہ ہے اور آج کل سیاسی جماعتیں اس مرض کا شکار ہیں۔ کوئی جماعت دوسرے کی بات سننا گوارا نہیں کرتی، نہ حق دیتی ہے کہ ممکن ہے کہ مخالف کی رائے کسی درجہ میں صحیح ہو یا یہ کہ شاید وہ بھی یہی چاہتے ہوں جو ہم چاہتے ہیں، صرف تعبیر اور عنوان کا فرق یا الاھم فالاھم کی تعیین کا اختلاف ہو۔

سوءِ ظن کا فتنہ

ہر شخص یا ہر جماعت کا خیال یہ ہے کہ ہماری جماعت کا ہر فرد مخلص ہے اور ان کی نیت بخیر ہے اور باقی تمام جماعتیں جو ہماری جماعت سے اتفاق نہیں رکھتیں، وہ سب خود غرض ہیں، ان کی نیت صحیح نہیں، بلکہ اغراض پر مبنی ہیں، اس کا منشاء بھی عجب و کبر ہے۔

سوءِ فہم کا فتنہ

کوئی شخص کسی مخالف کی بات جب سن لیتا ہے تو فوراً اسے اپنا مخالف سمجھ کر اس سے نہ صرف نفرت کا اظہار کرتا ہے، بلکہ مکروہ انداز میں اس کی تردید فرض سمجھی جاتی ہے۔ مخالف کی ایک ایسی بات میں جس کے کئی محمل اور مختلف توجیہات ہو سکتی ہیں، وہی توجیہ اختیار کریں گے جس میں اس کی تحقیر و تذلیل ہو، کیا ''ان بعض الظن اثم'' (یقیناً بعض گمان گناہ ہیں) اور'' ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔'' (بدگمانی سے بچا کرو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور بڑے بڑے جھوٹ اسی سے پیدا ہوتے ہیں) کی نصوص مرفوع العمل ہو چکی ہیں؟

بہتان طرازی کا فتنہ

مخالفین کی تذلیل و تحقیر کرنا، بلا سند ان کی طرف گھناؤنی باتیں منسوب کرنا۔ اگر کسی مخالف کی بات ذرا بھی کسی نے نقل کر دی، بلا تحقیق اس پر یقین کر لینا اور مزے لے لے کر محافل و مجالس کی زینت بنانا، بالفرض اگر خود بہتان طرازی نہ بھی کریں، دوسروں کی سنی سنائی باتوں کو بلا تحقیق صحیح سمجھنا، کیا یہ نص قرآنی'' ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا الآیۃ (اگر آئے تمہارے پاس کوئی گناہ گار خبر لے کر تو تحقیق کر لو) کے خلاف نہیں؟

جذبۂ انتقام کا فتنہ

کسی شخص کو کسی شخص سے عداوت و نفرت یا بدگمانی ہے، لیکن خاموش رہتا ہے لیکن جب ذرا اقتدار مل جاتا ہے، طاقت آ جاتی ہے تو پھر خاموشی کا سوال پیدا نہیں ہوتا، گویا یہ خاموشی معافی اور درگزر کی وجہ سے نہیں تھی، بلکہ بیچارگی و ناتوانی اور کمزوری کی وجہ سے تھی، جب طاقت آ گئی تو انتقام لینا شروع کیا، رحم و کرم اور عفو و درگزر سب ختم۔

جب شہرت کا فتنہ

کوئی دینی یا علمی یا سیاسی کام کیا جائے، آرزو یہی ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ داد ملے اور تحسین و آفرین کے نعرے بلند ہوں، درحقیقت اخلاص کی کمی یا فقدان سے اور خودنمائی و ریاکاری کی خواہش سے یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے، صحیح کام کرنے والوں میں یہ مرض پیدا ہو گیا اور درحقیقت یہ شرک خفی ہے۔ حق تعالیٰ کے دربار میں کسی دینی یا علمی خدمت کا وزن اخلاص سے ہی بڑھتا ہے اور یہی تمام اعمال میں قبول عنداللہ کا معیار ہے، اخبارات، جلسے، جلوس، دورے زیادہ تر اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

خطابت یا تقریر کا فتنہ

یہ فتنہ عام ہوتا جا رہا ہے کہ لن ترانیاں انتہا درجہ میں ہوں، عملی کام صفر کے درجہ میں ہوں، قوالی کا شوق دامن گیر ہے، عمل و کردار سے زیادہ واسطہ نہیں۔ ''لم تقولون مالا تفعلون کبر مقتا عند الله ان تقولوا مالا تفعلون'' کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے، بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ کے یہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو (ترجمہ شیخ الہند) خطیب اس انداز سے تقریر کرتا ہے گویا تمام جہاں کا درد اس کے دل میں ہے، لیکن جب عملی زندگی سے نسبت کی جائے تو درجہ صفر ہوتا ہے۔

پروپیگنڈا کا فتنہ

جو جماعتیں وجود میں آئی ہیں، خصوصاً سیاسی جماعتیں ان میں غلط پروپیگنڈا اور واقعات کے خلاف جوڑ توڑ کی وبا اتنی پھیل گئی ہے جس میں نہ دین ہے اور نہ اخلاق، نہ عقل ہے، نہ انصاف، محض یورپ کی دین باختہ تہذیب کی نقالی ہے، اخبارات، اشتہارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن، تمام اس کے مظاہر ہیں۔

مجلس سازی کا فتنہ

چند اشخاص کسی بات پر متفق ہو گئے یا کسی جماعت سے اختلاف رائے ہو گیا، فوراً اخبار نکالا جاتا ہے بیانات چھپتے ہیں کہ اسلام اور ملک، بس ہماری جماعت کے دم قدم سے باقی رہ سکتا ہے۔ نہایت دل کش عنوانات اور جاذب نظر الفاظ و کلمات سے قرار دادیں اور تجویزیں چھپنے لگتی ہیں، امت میں تفرق و انتشار اور گروہ بندی کی آفت اسی راستے سے آئی ہے۔

عصبیت جاہلیت کا فتنہ

اپنی پارٹی کی ہر بات خواہ وہ کیسی ہی غلط ہو، اس کی حمایت و تائید کی جاتی ہے اور مخالف کی ہر بات پر تنقید کرنا سب سے اہم فرض سمجھا جاتا ہے۔ مدعیٔ اسلام جماعتوں کے اخبار و رسائل، تصویریں، کارٹون، سینما کے اشتہار، سود

اور قمار کے اشتہار اور گندے مضامین شائع کرتے ہیں، مگر چونکہ اپنی جماعت کے حامی ہیں۔ اس لیے جاہلی تعصب کی بنا پر ان سب کو بنظرِ استحسان دیکھا جاتا ہے، الغرض جو اپنا حامی ہو وہ تمام بدکرداریوں کے باوجود پکا مسلمان ہے اور جو اپنا مخالف ہو، اس کا نماز روزہ کا بھی مذاق اڑایا جاتا ہے۔

حب مال کا فتنہ

حدیث میں تو آیا ہے کہ ”حب الدنیا راس کل خطیئة“ ”دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔“ حقیقت میں تمام فتنوں کا قدر مشترک حب جاہ یا حب مال ہے۔ بہت سے حضرات ”ربنا آتنا في الدنيا حسنته“ کو دنیا کی جستجو اور محبت کے لیے دلیل بناتے ہیں، حالانکہ بات واضح ہے کہ ایک ہے دنیا سے تعلق اور ضروریات کا حصول اس سے انکار نہیں، نیز ایک ہے طبعی محبت، جو مال اور آسائش سے ہوتی ہے، اس سے بھی انکار نہیں، مقصد تو یہ ہے کہ حب دنیا یا حب مال کا اتنا غلبہ نہ ہو کہ شریعت محمدیہ اور دین اسلام کے تمام تقاضے ختم یا مغلوب ہو جائیں، اقتصاد واعتدال کی ضرورت ہے، عوام سے شکایت کیا کی جائے، آج کل عوام سے یہ فتنہ گزر کر خواص کے قلوب میں بھی آ رہا ہے، الا ماشاء اللہ! اس فتنے کی تفصیلات کے لیے ایک طویل مقالے کی ضرورت ہے، حق تعالیٰ توفیق عطا فرمائے، ہم ان مختصر اشاروں کو حضرت رسول اللہ کی محبت کی ایک دعا پر ختم کرتے ہیں۔

اللھم رزقنی حبك وحب من یحبك وحب عمل یقربنی الیك اللھم ما رزقتنی ما احب جعله قوة فیمایحب وما زویت عنی ما احب فاجعله فراغا لی فیما تحب اللھم اجعل حبك احب الاشیاء الی من نفسی واھلی ومن الماء البارد

خدمتِ خلق

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک اندھی اپاہج بڑھیا کی رات کے وقت خبرگیری کیا کرتے تھے۔ جو مدینہ طیبہ کے پاس کہیں رہا کرتی تھی۔ مگر چند روز کے بعد آپؓ نے دیکھا کہ کوئی شخص پہلے ہی آ کر اس کا کام کر جاتا ہے۔ آپؓ کو سخت حیرت ہوئی کہ کون ایسا شخص ہے؟ آخر ایک رات یہ دیکھنے کے لیے کہ کون شخص آتا ہے؟ وہاں ٹھہر گئے۔ دیکھا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا، بھلا سوائے آپ کے اور کون ایسا ہو سکتا ہے؟

نقطۂ نظر

کیا پاکستان میں آئینی طور پر اللہ بڑا ہے؟

پروفیسر ڈاکٹر جمعہ خان کاکڑ

آئینِ پاکستان 1973 کے کم وبیش 99 فیصد آرٹیکلز اور اس کے منظور شدہ Acts and Laws اور معزز ججز حضرات کے لاکھوں فیصلے قرآن وسنت کے مطابق نہیں ہیں اور یہ سب مل کر آئینی وقانونی طور پر اللہ کو اکبر اور سبحان ربی الاعلیٰ مانتے ہی نہیں۔ یہی ملک اور اس کے عوام کی بربادی کی خوفناک حقیقت ہے، کاش ہے کوئی! جو سمجھ سکے؟

یہ ہولناک قومی المیہ ہے۔ ملک کا عام آدمی بھی خوب سمجھتا ہے کہ 1973ء کے آئین کی Drafting کرنے والوں اور اُسے منظور کرنے والوں نے باہوش و حواس، جانتے بوجھتے' جنہیں اللہ خوب پہچانتا ہے، آئین کی دفعات (d)37، (f)38 اور 227 میں ایک وقت معین کا ذکر نہ کر کے اور بیسیوں قرآن وسنت سے متصادم شقیں ڈال کر جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اعلانیہ بغاوت کا ارتکاب کیا ہے وہاں اس وجہ سے پاکستانی عوام کا بھی بدترین استحصال ہوا ہے۔

اگر یہ حقیقت نہیں ہے تو ذرا جائزہ لیجیے! کیا پاکستان کے آئین میں درج ذیل شقیں موجود ہیں؟

☆ اسلامک کونسل کی سفارشات پر قانون سازی نہ کرنے کے جرم پر سخت سزا ہوگی۔

☆ صدر، وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ، منسٹرز، گورنر اور سبھی سرکاری عہدیداروں کی منصبی ذمہ داریاں قرآن وسنت کے مطابق طے ہوں گی۔

☆ کُل نظام ہائے زندگی، معاملات واحکامات حکومت اور عدالتوں کے فیصلے قرآن وسنت کے عین مطابق ہوں گے

☆ صدر، وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ، منسٹرز، گورنر، ججز، منتخب نمائندوں اور سبھی سرکاری عہدیداروں کے حلف میں قرآن وسنت کے مطابق عمل کرنے کی شق

☆ قرآن وسنت کے مطابق سزا وجزا کے نظام کے اجراء کی شق

☆ قرآن وسنت ہی ملک کا سپریم لاء ہوگا اور یہ 1973ء کے پورے آئین پر اور سبھی Acts and Laws پر غیر مشروط غالب ہوگا۔

☆ صدر مملکت، منتخب نمائندوں اور ججز سمیت کوئی بھی سرکاری عہدیدار اپنے فرائض منصبی میں قرآن وسنت کے خلاف عمل کرنے اور حکم دینے کا قطعی مجاز نہ ہوگا ورنہ بصورت دیگر سخت ترین سزا کا مستحق ہوگا۔

ان شقوں کی عدم موجودگی کی وجہ سے وطن عزیز میں کرپٹ سیاستدانوں، بیوروکریٹس، سرمایہ داروں اور طاقتور خاندانوں نے غریب، متوسط وکمزور عوام کا استحصال شروع کر دیا، قومی وریاستی وسائل لوٹ کر باہر منتقل کیے اور اربوں کھربوں کی جائیداد و کاروبار کے مالک بن گئے۔

چونکہ ملک میں آئینی وقانونی طور پر قرآن وسنت کا نظام حق وعدل رائج ہی نہیں اور ججز حضرات کے فیصلے بھی قرآن و سنت کے مطابق نہیں ہو رہے ہیں، مجرموں کو سزائیں قرآن وسنت کے مطابق نہیں دی جا رہی ہیں، محاسبہ اور احتساب کا نظام قرآن وسنت کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے Bad Governnce and Financial Corruption کو فروغ و تحفظ مل رہا ہے۔ لہٰذا سیاستدانوں نے اپنے بیٹوں، بیویوں، بہنوں کو بھی سیاست کے ذریعہ اربوں کھربوں کا مال پانی بنانے کے نسخہ سے پوری طرح سے لیس کر کے سیاسی میدان میں اتار دیا ہے تاکہ آنے والے برسوں میں بھی غریب عوام کے بچوں و بچیوں کی ہڈیوں وخون کی مسلسل سپلائی سے ان کے محلات، کوٹھیاں، فارم ہلیس، کارخانے، Shoping & Residential Plazas یوں ہی بنتے رہیں۔

ملک کا عام آدمی یہ بھی جانتا ہے کہ اس ملک کو اور

اس کے عوام کو دینِ حق کے نظامِ عدل وقسط کی برکتوں سے محروم رکھنے میں اس فانی دنیا کی فانی لذتوں کے عاشق ملکی حکمرانوں، سیاستدانوں، بیوروکریٹس، طاقتور گھرانوں کا کتنا کردار ہے۔ قرآن وسنت کے آئینی نفاذ و غلبے سے ہمیشہ انکار اور اس کی بھرپور مخالفت تو اس طبقے کی گھٹی میں پڑی ہے۔ اس اسٹیٹس کو کو برقرار رکھنے میں ملکی بدبودار جمہوریت کے مندر کی پوجا کرتے ہوئے حکومت وقت سے چند سینٹ کی سیٹیں واعلیٰ عہدے حاصل کرنے والے حکومتی مراعات کے رسیاء اور حکومتی دسترخوانوں سے پیٹ بھرنے والے سرکاری درباری علماء کا بہت بڑا اور ناپسندیدہ کردار ہے۔ جو غلبۂ دین کی کوششوں اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے یہ کہہ کر دست کش ہوئے کہ غلبہ دین کڑوا و تکلیف دہ معاملہ ہے جو ہم نہیں کریں گے۔ ہاں! میٹھا میٹھا معاملہ تبلیغ کا ہے جو ہم کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے ایک اور مذہبی طبقے نے غلبۂ دین کی آئینی و جمہوری جدوجہد سے بالکل کنارہ کشی اختیار کی ہوئی ہے۔ اس طبقے کی اکثریت نے بزرگوں کی قبروں کو سجایا، میلے ٹھیلے اور عرس منائے، قبروں کے چڑھاوے اور نذر نیاز سے سیاسی دوکانیں چمکائیں اور بغیر محنت کے اس منافع بخش کاروبار کو دین اللہ کا حصہ بنا دیا۔ عام مسلمان پوچھتا ہے کہ اگر یہی دین حق ہے تو حضورﷺ نے اپنی اُمت کو اپنے صحابہؓ کو یہ منافع بخش کاروبار کرنے کا حکم کیوں نہیں دیا؟ غزوہ بدر، اُحد، احزاب و دیگر غزوات میں شہید ہونے والے صحابہؓ کی قبروں پر اس قسم کے میلے ٹھیلے، عرس منانے اور چڑھاوے چڑھانے کا حکم کیوں نہیں دیا؟ وفات سے پانچ دن پہلے حضورؐ نے مسجد میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت! انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا''۔ ایک روایت میں ہے: ''یہود و نصاریٰ پر اللہ کی مار کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنا لیا'' (صحیح بخاری، ج1، ص62۔ موطا امام مالک ص360) آپؐ نے یہ بھی فرمایا ''تم لوگ میری قبر کو بُت نہ بنانا کہ اس کی پوجا میں لگ جاؤ'' (موطا امام مالک، ص65) آپؐ پر جب سورۃ نصر نازل ہوئی تو آپ نے سمجھ لیا کہ اب دنیا سے روانگی کا وقت آ گیا ہے۔ آپؐ اوائل صفر 11ھ میں دامن اُحد تشریف لے گئے اور شہداء کے لیے دعا فرمائی۔ ایک روز نصف رات کو آپؐ بقیع تشریف لے گئے اور اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت کی، فرمایا: ''اے قبر والو! تم پر سلام۔ لوگ جس حال میں ہیں اس کے مقابل تمہیں وہ حال مبارک ہو جس میں تم ہو۔ فتنے تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح ایک کے پیچھے ایک چلے آ رہے ہیں اور بعد والوں کے لیے اور تمہارے لیے اللہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔'' (مسلم شریف، ج2، ص671)

مسلمانوں کا ایک مذہبی طبقہ تو Selected برسیاں مناتا ہے۔ بدر کے 14 شہداء، اُحد کے 70 شہداء بشمول حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت حمزہؓ جنگ، خندق کے 6 شہداء بشمول حضرت سعدؓ بن معاذ، جنگ خیبر کے 20 شہداء، غزوہ موتہ کے 12 شہداء بشمول حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ۔ اسی طرح حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ و حضرت علی بن ابی طالبؓ و حضرت ابوبکرؓ کو نہ تو یاد کرتے ہیں اور نہ ان کے لیے مغفرت و عافیت کی دعا کرتے ہیں۔ افسوس کہ کس بُرے طریقے سے قرآنی اُمت کا شیرازہ بکھر گیا اور کئی فرقے بن گئے۔

وہ ملک جو ہندوستان کے دو بازوں کاٹ کر وجود میں لایا گیا تھا، جس کی خاطر لاکھوں مسلمانوں نے ہجرت کی، کٹ گئے، شہید کر دیئے گئے اور جس کے نام پر ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کو بدترین اذیتیں دی گئیں، افسوس کہ اس کے آئین میں ان شہداء اور حضور کے جانثار صحابہؓ اور خلفائے راشدین کی یاد میں سکولز، کالجز، یونیورسٹیز و سرکاری دفاتر اور اداروں میں سیمینار منعقد کرانے کا Provision ہوتا۔ لیکن چونکہ نہیں ہے تو منعقد نہیں کیے جاتے تاکہ نئی نسل کا ایمان تازہ ہو اور نہ قومی شہداء کے لیے دعاء مغفرت و عافیت ہو سکے۔ اللہ کے دین سے غداری کا یہ بہت بھونڈا طریقہ ہے جو چلا آ رہا ہے۔

وقت کی اہم ضرورت ہے کہ قرآن وسنت کے آئینی و قانونی نفاذ اور غیر مشروط غلبہ یعنی Supra-constitution ہونے کے حوالے سے 1973ء کے آئین کی Re-structuring کی جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو کامل مومن بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ضرورت رشتہ

☆ شجاع آباد، ملتان کے رفیق، عمر 30 سال، تعلیم مڈل، ذاتی کاروبار کو دوسری شادی کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0300-6395426

☆ راولپنڈی کی قاضی فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 24 سال، قد 5 فٹ 11 انچ، انجینئر، برسرروزگار کے لیے دینی مزاج کی باپردہ، خوش شکل، تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔
برائے رابطہ: 0343-6909109

☆ دو بہنیں، عمر 23 سال، تعلیم بی اے اور عمر 20 سال، حافظ قرآن، میٹرک کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔ ذات پات کی قید نہیں۔
برائے رابطہ: 0345-2934470

☆☆☆☆

دعائے مغفرت
انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ سرگودھا غربی کے ملتزم رفیق ڈاکٹر ابرار احمد وفات پاگئے

☆ حلقہ حیدر آباد، لطیف آباد کے مبتدی رفیق ابراہیم لاکھو وفات پاگئے

☆ جنوبی پنجاب کے منفرد اسرہ لیہ کے نقیب صادق علی چودھری وفات پاگئے

☆ جنوبی پنجاب، ممتاز آباد کے رفیق محمد شفیق قریشی کا جواں سال بیٹا وفات پا گیا

☆ سرگودھا غربی کے ملتزم رفیق میاں طاہر بشیر کے سسر وفات پاگئے

☆ نیو ملتان کے معتمد جناب محمد انور روڑانچ کی ساس وفات پاگئیں

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Both Hillary Clinton and Donald Trump Are Corrupt

On September 10th, David A. Farenthold headlined in the Washington Post, "How Donald Trump retooled his charity to spend other people's money", and he documented that Trump has lied in his many statements asserting that he donates lots to charities, and that he has even used his (actually meager) Foundation as a device to collect donations from others and then simply donate that money from others, to other charities as being 'charitable donations by the Trump Foundation'. He even has sometimes used donations others had made to his 'Charity' in order to purchase things for some of his own businesses. So: not only is his 'charity' meager, but it consists largely of the charity of others — and of benefit to himself and to the value of his brand.

Regarding Clinton's case, a post was made to Huffington Post's blog on 29 May 2016, that optimistically (and unrealistically trusting that the U.S. government would actually follow through on this) predicted "Hillary Clinton to be Indicted on Federal Racketeering Charges" for her having used the U.S. State Department to fundraise for her Clinton Foundation (money that she and her family control), but the article lasted less than a day online before being taken down by Huffington Post's management.

I personally checked out all of this article's linked sources and found that they are sound and collectively documented an extensive racketeering operation. Other articles have documented some of its harmful consequences, such as (here and here and here and here) against the Haitian people for the benefit of both Haiti's and America's aristocracies; and, so, even if what the immediate withdrawn-by-management article predicted would happen has turned out to have been false (as now seems inevitable), the things that it was alleging to have already occurred (the historical account) were, indeed, entirely true, and damning. The article does show Hillary Clinton to have been operating the U.S. State Department as a personal racket. And other articles document many harmful consequences from it.

The Presidential nominees of both of our major political Parties are profoundly corrupt, and they lie to the public about their kindness and their generosity, which are absent (more like the opposite) in reality. Hillary Clinton's attempt to destroy evidence in the criminal case against her, by destroying all records she could of her emails, and the FBI's refusal even to investigate to find the motive for that crime and thereby to say it wasn't prosecutable, are additional crimes (that won't be prosecuted) regarding the Clinton Foundation side of this matter, but both of the 'Major-Party' nominees are poseurs, liars, and psychopaths.

The deeper question is why, at the present stage of U.S. history, our supposedly (but no longer actually) democratic system of government, has offered to the American

people a choice between only uglies — excluding any and all decent, progressive, nominees. There was one decent and progressive candidate in the Presidential contest, Bernie Sanders in the Democratic primaries, and he had the highest net approval-ratings, and also in all the polls showed as being able to beat, by the biggest margins, each and every one of the opposite Party's candidates.

And so that candidate, Sanders, was clearly preferred the most, by the largest percentage of Americans — but today's corrupt American political system excluded that person from being even a choice at all, in the final round (November 8th) contest.

It is not a democracy when both of the two candidates that are the most preferred by the most people are excluded from the final two-person choice. If America were a democracy, the final Presidential contest now would be between Sanders and Kasich — but it's not.

This is the situation that one would expect in an 'oligarchy' — a nation that is controlled by its aristocrats (the very few wealthiest persons). However, the only scientific study that has ever been done of whether the U.S. is controlled by the public (a democracy), or contrary wise by only the wealthiest — an aristocracy or oligarchy — finds (based upon study of 1,779 policy-issues during the period 1981-2002) that the U.S. is, in fact, an 'oligarchy'. (The situation has actually become even worse since that period ended, but no study has been done of the subsequent years.)

In other words, former U.S. President Jimmy Carter is correct to state that the U.S. now is 'just an oligarchy with unlimited political bribery'. The evidence since he left the White House in 1981 (and up till at least 2002) showed clearly that that is the case; and it has been getting worse (not better) after 2002 (because of the activist-conservative, Republican, rabidly pro-aristocracy, U.S. Supreme Court decisions, such as Citizens United — which the 'Democrat' Hillary Clinton exploits more than any other politician).

At the Bilderberg conferences and at all other forums in which the U.S. — and its other allied — aristocracy gather, or in their public statements such as in the U.S. aristocracy's Foreign Affairs journal or Foreign Policy magazine, the viewpoint of a 'Resurgent Russia' threat is ceaselessly put forth and in a March 2006 article in Foreign Affairs, was even put forth the view that America should go all the way to 'nuclearly blitzing Russia'; and Obama in 2015 started the Prompt Global Strike plan in order to enable this goal to be able to be achieved mainly by non-nuclear weaponry — he apparently wants to be able to make use of at least some of Russia, after it's conquered.

The bottom line is, that the answer to the question of whether the U.S. still is a 'democracy', is clear and beyond debate, on the basis of the evidence — and it is not a democracy. It is a profoundly corrupt aristocracy, wielding unaccountable power and satanic arrogance.

And that is why both Trump and Clinton are corrupt. This is the culmination of that deeper reality. On the surface is partisanship loaded heavily with lies; underneath is the reality of America's aristocracy controlling, now, both of the two political Parties.

Sources adapted from: *An article by Eric Zuesse, Strategic Culture Foundation and http://www.globalresearch.ca/*

VOL : 25 | Regd. C.P.L NO. 114 | No.40

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

Acefyl Cough Syrup

Acefylline + Diphenhydramine

بچوں اور بڑوں کیلئے

Say Goodbye to Cough

Acefyl Cough Offers

- Bronchial smooth muscle relaxation
- Improved mucociliary clearance
- Anti-inflammatory effects
- Effective symptom relief from SAR
- Negligible gastric irritation
- Suitable treatment for patients of all age groups

Superior Nasal Decongestant

- Diphenhydramine is the 2nd highest prescribed antihistamine
- Provided clinically & statistically significant reductions in all symptoms of SAR, including nasal congestion vs placebo & desloratadine
- The superior relief that it offers for treating rhinitis without a separate decongestant should strongly be considered by physicians

Dosage	
Infants:	(4-12 months) ½ teaspoonful 3 times daily
Children:	½-1 teaspoonful 3 - 4 times daily
Adults:	1-2 teaspoonful 3 - 4 times daily

Composition	120 ml bottle
Each 5ml contains	
Acefylline Piperazine	45 mg
Diphenhydramine HCl	8 mg

Full prescribing information is available on request

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD

5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan

Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your Health our Devotion